ہفت روزہ

لاہور

ان الدین عند اللہ الاسلام

ترجمانِ اسلام

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار



جاری کردہ

بحکم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ

قدس سرہٗ

نگران

مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

قیمت، ۲۵ پیسے

حضرت مولانا سید بدر عالم صاحب قدس سرہٗ

معارف الحدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ وَّلَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ فَجَعَلَ مُعٰوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوٰۃ ص ۳۲۴)

ترجمہ:۔ عمرو بن مُرّہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کا حاکم مقرر فرمائے اور وہ مسلمانوں کی ضروریات اور حاجات سے غافل ہو کر بیٹھا رہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ بھی محشر میں اس کی ضرورت اور حاجت کی کوئی شنوائی نہ فرمائے گا۔ یہ حدیث سُن کر حضرت معاویہؓ نے اس بات کے لئے مستقل ایک شخص مقرر کر دیا کہ جو لوگوں سے پوچھ پوچھ کر ان کی ضروریات کو ان کے سامنے پیش کرتا رہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا بَعَثَ عُمَّالَهٗ شَرَطَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا تَرْكَبُوْا بِرْذَوْنًا وَّلَا تَاكُلُوْا نَقِيًّا وَّلَا تَلْبَسُوْا رَقِيْقًا وَّلَا تُغْلِقُوْا اَبْوَابَكُمْ دُوْنَ حَوَائِجِ النَّاسِ فَاِنْ فَعَلْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمُ الْعُقُوْبَةُ ثُمَّ يُشَيِّعُهُمْ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۳۲۴)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی اپنے کارندے کو کسی جانب روانہ فرماتے تو اس کے ساتھ یہ چند شرطیں کر لیتے یہ کہ ترکی گھوڑے پر سوار مت ہونا اور میدہ مت کھانا اور باریک کپڑے مت پہننا اور لوگوں کی ضروریات سننے کے لئے ہر وقت اپنے دروازے کھلے رکھنا اور ان کو بند مت کرنا۔ اگر تم نے ان میں سے ایک بات کی بھی خلاف ورزی کی تو یاد رکھنا اس کا نتیجہ تم کو بھگتنا ہوگا۔ یہ کلمات کہہ کر پھر رخصت فرماتے۔

تشریح:۔ حدیث کی شرح سمجھنے سے پہلے یہ اپنے پیش نظر رکھیئے کہ یہ فرمان اس شخص کا ہے جس کے متعلق بعض انگریزوں کا یہ مقولہ ہے کہ اگر کہیں اسلام میں اسی شان کا دوسرا عمر اور پیدا ہو جاتا تو تمام روئے زمین پر ایک مسلمانوں کے سوا دوسرا کوئی حکمران نظر نہ آتا تاریخ آپ کو یہ بتائے گی کہ اس کی یہ رائے کسی جبر و تشدد کی بنا پر نہ تھی۔ کیونکہ دنیا کبھی جبر و تشدد سے رام نہیں ہو سکتی بلکہ ان کے حسن تدبیر اور حسن تدبر کی بنا پر تھی اور اسی کے ساتھ اسی کا بھی لحاظ رکھیئے کہ یہ شخصیت وہ تھی جس کی عمر کا اکثر حصہ ایسے تنگ حالات میں گذرا ہے کہ اس وقت کبھی کبھی مسلمانوں کی تمام فوج میں انگلیوں پر گنے ہوئے چند گھوڑے ہوتے تھے جبکہ دشمنوں کی فوج ہر قسم کے سامانوں سے لیس اور مسلح ہوتی تھی۔ ان کی غذا حالتِ امن میں جَو کا آٹا اور وہ بھی بغیر چھنا ہوا، اور ان کا فوجی راشن کبھی کبھی صرف کھجور کی گٹھلیاں ہوتی تھیں۔ پھر ان کے لباس کا کیا پوچھنا ہے۔ ان کے تن یا تو ہمہ وقت زرہ پوش رہتے تھے یا اگر کبھی زرہ اتارنے کی نوبت آتی تو جانوروں کے کچے چمڑے جسم سے لپیٹ لیا کرتے تھے۔

یہ وہ شخصیت تھی جو اپنے دورِ حکومت میں تخت پر بیٹھ کر اپنے پھاٹک بند کرنے کے بجائے رات کی تاریکیوں میں چھپ چھپ کر مدینہ کی گلیوں میں مارے مارے پھرتے کہ اگر کسی کو اپنی ضرورت بیان کرنے میں کوئی امر مانع ہو تو براہِ راست خود جا کر اس کا تجسّس کریں۔ اس ضمن میں جو واقعات تاریخ میں موجود ہیں، اگر ان کو نقل کیا جائے تو پھر یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

(۱) اب اس روشنی میں آپ اس پر غور کریں کہ اگر حاکم خود ایسا ہو اور اس کا دَور وہ دَور ہو جو آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے تو اس کو اپنے کارندوں کو مذکورہ بالا شرائط کا پابند کر دینا کتنا معقول اور حاکم اور محکوم کی عام معاشرتی زندگی میں توازن قائم رکھنے کے لئے کتنا ضروری تھا، لیکن اب جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ہر چیز میں فراغت و رفاہیت عطا فرما رکھی ہے۔ گھوڑوں کے موٹر اور موٹروں سے بڑھ کر ہوائی جہاز میسر فرما دیئے ہیں اور لباس بھی اچھے سے اچھا آسانی سے نصیب ہو جاتا ہے اور گیہوں کا میدہ بھی قلیل و کثیر اکثریت کو مل جاتا ہے تو اب الفاظ کی ظاہری صورت پر جمود کرنا یا اس پر اعتراض کرنا یہ سراسر نافہمی ہے، البتہ اس فرمان کی روح جو آج بھی ہماری زندگی کا نصب العین ہونا چاہیئے۔ یعنی اپنے زمانہ کے ساز و سامان کے مطابق اور اپنی حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن قدم قدم پر اگر ہم کو باعزت زندگی درکار ہے تو ہمارے دماغوں میں عیش پرستی کا تخیل کبھی دُور دُور بھی نہ آنا چاہیئے۔ اور جفاکشی کی زندگی کا ہمیشہ عادی رہنا چاہیئے۔

ابھی علی برادران مرحوم کو غالباً دنیا نے فراموش نہیں کیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اس قسم کے لوگ بھی موجود تھے جو ہندوستانی کپڑے کا استعمال تو درکنار ہندوستانی دُھلے ہوئے کپڑے کا پہننا بھی عار سمجھتے تھے۔ پھر اسی زمانہ میں شدہ شدہ یہ نوبت آ گئی کہ جو گاڑھا پہنتا وہ بھی کھدر کا بُنا ہُوا تو بڑی عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا اور جو شخص ململ و لٹھا پہنے ہوئے نظر آتا وہ جدھر بھی نکلتا اُنگلیاں اس کی طرف اٹھنے لگتی تھیں۔ پھر کتنی ناانصافی ہوگی کہ اس عہد سے تازہ تازہ گذرنے والے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانِ مذکور پر کوئی ادنیٰ سی لب کشائی کا بھی ارادہ کرے۔

(۲) اب ذرا اور گہری نظر ڈالیئے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حکام کی عیش پرستی کا نتیجہ یہ نکل کر رہتا ہے کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں میں غفلت کرنے لگتے ہیں اور آگے بڑھ کر رفتہ رفتہ اس بُری عادت سے رشوت خوری کا روگ لگ جاتا ہے۔ کیونکہ جب انسان عیش پرستی میں پڑ کر اپنی محدود تنخواہ میں اپنی غیر محدود ضروریات پوری نہیں کر سکتا تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ ضعیف انسانوں کا خون چوس چوس کر اپنی خواہشات کو پورا کرے۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ہفت روزہ ——— ۷۸۶ ——— لاہور

ترجمانِ اسلام

ایڈیٹر انچارج
حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی
ٹیلیفون
۶۷۷۱۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۹ | ۱۸ر شعبان المعظم مطابق ۲ر دسمبر ۱۹۶۶ء ۔ جمعہ | شمارہ ۴۶

عالمی سیاست، عالمی جمعداری

اور اسلامی ممالک

از غلام غوث ہزاروی

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے پہلے دنیا بھر کی جمعداری برطانیہ کو حاصل تھی اور اس کی بڑی وجہ ہندوستان کا قبضہ تھا اور اسی لئے اس قبضہ کو قائم و دائم رکھنے کے لئے برطانیہ کی سیاست نے بحیرہ روم کے ایک سرے جبل طارق پر اور دوسرے سرے نہر سویز پر قبضہ کرنا اور اس قبضہ کو مضبوط کرنا ضروری سمجھا تھا۔ اسی اسی طرح نہر سویز سے نکل کر بحر ہند میں داخل ہوتے وقت عدن کا شہر آتا ہے۔ اس نا کے پر بھی قبضہ برطانیہ نے استعماری مقاصد کے لئے ضروری سمجھا۔ اس نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ عرب و فارس کے ساحل کے ساتھ ساتھ کے جزیروں مثلاً بحرین، دوبئی، عمان، مسقط وغیرہ کو بھی نام نہاد شیوخ کی سرپرستی میں اپنے ماتحت رکھا اور اطمینان کی حاصل کرنے کے لئے ایران پر بھی ڈورے ڈالے۔ افغانستان کو بھی لاکھوں روپے وظیفہ دیتا رہا۔ مضبوط بحری اڈہ بنایا۔ بحر روم کے اندر مالٹا بحری اڈہ بنایا اور مزید اطمینان کے لئے مصر پر قبضہ کیا۔ پھر عراق پر بھی اقتدار قائم کیا۔ غرضیکہ ہندوستان کی قوت سے دنیا کے مختلف حصوں کو اور خاص کر مسلم ممالک کو اس نے غلام بنایا۔ اور پھر ساری دنیا میں اپنی برتری اور یکتائی کا نقارہ بجانا شروع کر دیا۔ مگر خدا تعالےٰ کا قانون یہ ہے:۔

وتلک الایام نداولہا بین الناس

ان ایام کو ہم لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں

پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزی اقتدار کو صرف اتنی ٹھوکر لگی کہ امریکہ بھی جو صرف بنیا اور انگریز کا سیاسی تابع تھا ایک فوجی طاقت کی حیثیت سے روشناس ہو گیا۔ دوسری طرف زار روس کو شکست ہوئی اور وہاں اشتراکی نظام قائم ہو گیا جس نے بعد میں دنیا میں اپنی خاص حیثیت تسلیم کروالی۔ اگرچہ پہلی جنگ عظیم میں انگریز کی جمعداری اور عالمی حیثیت کو دھکا لگا۔ لیکن جرمنی کی شکست کے بعد ترکوں اور عربوں کو لڑا کر اور عراق وغیرہ پر تسلط جما کر اس نے اپنی حیثیت کو رسمی طور پر باقی رکھا، اور ہندوستان پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے اس نے تشدد اختیار کیا۔ چنانچہ جلیانوالہ باغ (امرتسر) میں سر مائیکل اوڈوائر کی مشین گنوں سے اٹھارہ سو ہندو سکھ اور مسلمانوں کی لاشوں کے تڑپنے نے ملک میں آگ لگا دی اور ہندوستان میں آزادی کی تحریک شروع ہو گئی۔ جس کے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (دیوبندی) اسیر مالٹا رہا ہو کر آئے اور جمعیتہ علماء کی تشکیل کر کے فرنگی حکومت سے عدم تعاون اور ترک موالات کا فتویٰ دیا۔ جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور بالآخر تیس سال کے اندر اندر ۱۹۴۷ء میں انگریز نے ہندوستان کو آزاد کر دیا۔ اس آزادی میں اس بات کا بھی دخل تھا کہ ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہو کر ختم ہو گئی تھی۔ جس نے برطانیہ اور اس کی ساکھ کو تباہ کر کے رکھ دیا جس کے بعد اس کے لئے ہندوستان پر قبضہ باقی رکھنا مشکل تھا اور اب روس و امریکہ دو بڑی طاقتوں کی حیثیت سے دنیا میں رہ گئیں۔ اب اقتدار کی کشمکش روس و امریکہ میں رہ گئی، برطانیہ تیسرے نمبر پر چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد چین نے انگڑائی لی اور وہ آزاد ہو کر دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کی تیسری بڑی طاقت بن گیا جسے امریکہ آج تک نہ تسلیم کرتا اور نہ برداشت کرتا ہے۔

مصر کے صدر ناصر نے نہر سویز پر جبراً قبضہ کر کے انگریزوں کو یک بینی و دو گوش باہر نکال دیا تو ان کی ساکھ اور بھی تباہ ہو گئی۔ آخرکار برطانیہ نے خفیہ سازش کر کے فرانس اور اسرائیل کو ساتھ ملا کر مصر پر چاروں طرف سے حملہ بول دیا مگر اب دنیا دو دھڑوں میں بٹ چکی تھی مصریوں اور عربوں کی استقامت و بہادری کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کی ہمدردی اور چین و روس کی دھمکی نے حملہ آوروں کو ذلیل کر دیا اور مصر ایک عظیم طاقت بن کر سامنے آ گیا جس پر عالم اسلام بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہونے کے بعد برطانیہ نے امریکی تعاون کے بل بوتے پر اپنا وقار بنانا شروع کیا اور جوڑ توڑ کے ماہر ہونے کی وجہ سے اس نے اب پھر ایک بڑی طاقت کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ادھر ناصر چاہتا ہے کہ اس کو عدن سے بھی بے دخل کر دے اور اسی لئے اس نے ستر ہزار مصری فوج یمن میں بٹھا رکھی ہے۔

انگریز کے دل میں دورِ ماضی کی یاد چٹکیاں لے رہی ہے اور وہ پھر سیاسی جوڑ توڑ کے ذریعہ بین الاقوامی جمعداری حاصل کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے صدر ناصر کے مقابلہ میں سعودی حکومت کو اپنایا ہوا ہے۔ امریکہ چین کے خلاف ہے مگر برطانیہ نے چین سے معاہدہ کر رکھا ہے۔ امریکہ بھارت کے ساتھ ہے تو برطانیہ ایوب خاں کا شاہی استقبال کرتا اور پاکستان کی پیٹھ ٹھونکتا اور ہمنوائی کر رہا ہے۔ اگر صدر محمد ایوب خاں ایران اور ترکی مل کر باہمی تعاون و تناصر کے ذریعہ بھارتی سیاست کو ضرب لگاتے ہیں تو یہ بھی بالواسطہ امریکی سیاست کی مخالفت ہے۔ ان تینوں [illegible] رویہ اب سعودی حکومت کے حق میں بھی بدلتا جا رہا ہے اور اگر سعودی حکومت ایران، ترکی پاکستان برطانیہ کے ساتھ مل جاتے ہیں، یا برطانیہ اس گروپ کو اپنا کر ان کو اپنے قریب لے آتا ہے تو امریکی جمعداری ختم ہو جاتی ہے یورپ میں اس کی جمعداری کو فرانس کا ڈیگال نہیں چلنے دیتا۔ افریقہ اور عرب ممالک میں مصر کا صدر ناصر آڑے آیا ہوا ہے۔ چینی اقتدار و سیاست سے تو براہ راست ٹکر ہے پھر امریکہ کی بین الاقوامی سیاست میں کیا رہ جاتا ہے۔ اسی لئے اب وہ روس سے دن بدن اختلاف کم کرتا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ مستقبل قریب میں بین الاقوامی سیاست میں امریکہ کا مقام برطانیہ نے حاصل کر لیا ہے برطانیہ کے سامنے سب سے مشکل مرحلہ صدر

(باقی صفحہ ۴ پر)

بقیہ — اداریہ

ناصر کا ہے۔ وہ نہر سویز پر قابض ہے۔ عدن کو بھی اس نے خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ پھر مصر عراق، شام، لبنان، یمن اور الجزائر کا اتحاد معمولی طاقت نہیں ہے۔ نہ اس کو شاہ فیصل نگل سکتا ہے نہ یہ برطانیہ کے بس کا روگ ہے۔ افریقی ممالک کا جذبۂ آزادی بھی ان کی پشت پر ہے۔ امریکہ کے مقابلہ میں ان کے معاہدات روس سے بھی ہیں۔ روسی کسی طرح برطانیہ یا کسی بھی دوسری حکومت کا اقتدار مشرق وسطیٰ پر برداشت نہیں کر سکتا۔

مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کی سیاست کا تقاضا یہ ہے کہ سعودی حکومت اور مصر کو لڑا دیا جائے چاہے آزاد ہونے والے عدن کے اقتدار پر، چاہے بحرین و مسقط جیسے دوسرے چھوٹے عرب ممالک کے تسلط کے سوال پر یا پھر یمن کے امام بدر کی حمایت کے نام سے۔ اور اگر ایران و ٹرکی کی ہمدردی بھی سعودی حکومت سے ہو جیسے کہ آثار سے پتہ چلتا ہے تو برطانیہ کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی۔ مگر اس میں برطانیہ کے لئے دہری روسی سیاست کی دشواری ہے۔ اس قسم کی جنگ آزادی آج کل عالمگیر جنگ بن سکتی ہے۔ یا کم از کم دول عظمیٰ کا مشترکہ اکھاڑہ، جیسے ویٹ نام میں ہو رہا ہے۔ گذشتہ جنگ (ستمبر ۱۹۶۵ء کی) سے پاکستان کی بین الاقوامی ساکھ کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان نصرانی طاقتوں سے سیاسی فوائد تو حاصل کریں مگر ان میں سے دم چھلہ کسی کا نہ بنیں۔ خاص کر پاکستان کو عرب ممالک کے درمیان اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ مسلمانوں کی خانہ جنگی ہی ہماری کمزوری کا اصل سبب ہے۔ امریکہ یا سعودی حکومت کے ایجنٹ کی حیثیت سے پاکستان میں مصری حکومت کے خلاف جو پارٹی پروپیگنڈا کی مہم چلا رہی ہے وہ کسی طرح اسلامی مفاد کے حق میں نہیں ہے اس کے ردِ عمل سے ہم کو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ اور اسلامی ممالک میں ثالثانہ بات چیت کرنے کی جو حیثیت ہم کو حاصل ہے وہ بھی ضائع ہو سکتی ہے۔ حالانکہ آج اس کی شدید ضرورت ہے اگر آج سعودی حکومت اور مصری حکومت کی غلط فہمیوں کو دور کر کے امریکی اور برطانوی ریشہ دوانیوں کو فیل کر دیا جائے تو عالم اسلام کا بنا بنایا اتحاد ہے۔ اگر ہم متحد ہیں تو بھارت کو امریکہ بھی ہم سے نہیں بچا سکتا۔ انگریز امریکہ اور روس کی چودھراہٹ کی جنگ سے ہمیں علیٰحدہ رہ کر اپنی اصلاح اور اسلامی روشنی میں اپنی یک جہتی و تعاون پر تمام توجہ مرکوز رکھنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

دو دیئے اور بجھے

گذشتہ ہفتے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب نور اللہ مرقدہٗ شیخ الحدیث کبیر والا کی اچانک وفات کا صدمہ ابھی کم نہیں ہوا تھا کہ اچانک خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی کی وفات کی خبر نے دلوں کی نمگینی میں اور اضافہ کر دیا۔ قاضی صاحب اس قافلہ کے ایک اہم فرد تھے جس نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ کی قیادت میں انگریزی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنا سفر شروع کیا تھا۔ قاضی صاحبؒ ایک بے باک اور نادرہ شخصیت کے حامل تھے۔ انگریز کا ظلم و تشدد اور اس کی سختیاں ان کو اپنے مقصد حریت سے نہ ہٹا سکیں۔

پاکستان بننے کے بعد امیر شریعت نے سیاست سے کنارہ کشی کر کے تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی تو قاضی صاحب بھی تحفظ میں شامل ہو گئے اور اپنی زندگی کا مقصد وحید صرف مرزائیت کی تردید بنا لیا۔ کئی سالوں سے تحفظ ختم نبوت کے صدر تھے۔ اسی سال کے اوائل میں آپ کی صحت یک دم خراب ہو گئی۔ پہلے گردوں میں عیب تشخیص کی گئی۔ بعد ازیں مرض کا نام جگر کا سرطان رکھا جانے لگا۔ بہرحال مرض جان لیوا ثابت ہوا اور آپ ۲۳ر نومبر ۱۹۶۶ء کو پونے چار بجے لاکھوں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر اپنے اللہ سے جا ملے۔ اب صرف دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! (ظفر)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اسلام آبادی

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اسلام آبادی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم چٹاگانگ چند روز کی بیماری کے بعد اس عالم ہستی نما سے ہستی عدم نما کو سدھار گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم پرانے بزرگوں میں سے تھے۔ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے۔ تیس سال تک مدرسہ عربیہ جیری چٹاگانگ میں حدیث و فنون کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ بعد میں حاجی رشید احمد صاحب اور چوہدری عدالت خاں صاحب اور حاجی نعمت علی صاحب کے کہنے پر شہر چٹاگانگ میں "مظاہر العلوم" کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ عوام کے ایک خاص عنصر نے سخت مخالفت بھی کی۔ لیکن آپ نے عزم صمیم سے اس کا مقابلہ کیا اور بالآخر مخالفتوں کے وہ طوفان چھٹ گئے۔

مرحوم نہایت با اخلاق اور صاحب مروت بزرگ تھے۔ حضرت مفتی محمود صاحب اور حضرت ہزاروی جب پہلی مرتبہ چٹاگانگ تشریف لائے تو موصوف نے پیرانہ سالی کے باوجود اپنے مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا۔ حضرت مولانا کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات عالیہ میں بلندی عطا فرمائے (آمین) ظفر

حضرو میں سینما

ضلع کیمبلپور کا علاقہ چھچھ جس کی آبادی تقریباً اڑھائی لاکھ ہے اور جس کا مرکزی شہر حضرو ہے۔ اس مرکزی شہر میں آج تک کوئی سینما وغیرہ تعمیر نہیں ہو سکا۔ جس کی وجہ وہاں کے علماء اور شرفاء کا با اثر ہونا اور عامۃ المسلمین کا اسلامی اخلاق و اقدار کا پابند ہونا ہے۔ مگر اب چند آدمی مل کر شہر حضرو میں سینما تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کر لی ہے۔ اس صورت حال سے پورے علاقہ چھچھ کے باشندوں میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ چکی ہے اور حکومت کے اجازت دینے سے انتہائی پریشان ہیں۔ وہ اس پر آمادہ ہیں کہ سینما کے خلاف ہڑتالیں کی جائیں اور جلوس نکالے جائیں اور کسی صورت میں بھی سینما کی تعمیر کو گوارا نہ کیا جائے۔

حکومت کو اس صورت حال سے باخبر ہو کر سینما کی اجازت کو منسوخ کر کے مسلمانانِ علاقہ چھچھ ضلع کیمبل پور کو مطمئن کرنا چاہیئے۔

سینما کے ذریعہ فحاشی و عریانی پھیلانے کے ان منصوبوں کے خلاف حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام اور سردار عطا محمد خاں لنڈ آف خیر پور ایم پی اے نے بھی ایک بیان میں اس بات کا حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان ملک دشمن سرگرمیوں کو ختم کیا جائے۔

قاضی محمد الزمان خطیب جامع مسجد ویلی کاغان ھانڈری ہزارہ

تحریکِ آزادی کے ایک عظیم مجاہد

حضرت مولانا قمر علی خاں صاحب شہید رح

انقلاب ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد علماءِ ہند نے امیر المجاہدین حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کے مشورے سے ہندوستان میں مسلمانوں کے جوشِ آزادی کو زندہ رکھنے کے لئے دو عظیم تربیت گاہیں (دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور) قائم کیں۔ جن کی سرپرستی دنیائے اسلام کے دو ممتاز اور جلیل القدر عالمانِ دین، حجۃ الاسلام حضرت محمد قاسم صاحب نانوتوی رح اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح (جن کا جذبۂ آزادی ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک تھا) فرما رہے تھے۔ ان ہی دو دارالعلوموں نے بقول علامہ خورشید مصطفیٰ رضوی جنگ آزادی کی آیندہ تحریکوں کے لئے آزمودہ کار ہرنما فراہم کئے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح کے تمام شاگردوں نے جنگ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ چنانچہ امام المجاہدین شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نے ۱۳۲۷ھ میں انگریزی حکومت کے خلاف ایک ہمہ گیر تحریک شروع کرنے کے ارادے سے دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کا اعلان فرمایا۔ جس میں تقریباً تیس چالیس ہزار شمع آزادی کے پروانوں نے شرکت فرمائی۔ اختتام جلسہ پر تبادلۂ خیالات اور مخصوص مشورے ہوئے۔ جن کے بعد جمعیۃ الانصار کا قیام عمل میں لایا گیا۔ امام شاہ ولی اللہ رح کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے تمام علماء ومشائخ اور عوام اس کے رکن تھے اور اس ملک سے انگریزوں کا انخلا اس کا مقصد وحید تھا چونکہ اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے کے لئے تمام اسلامی ممالک کی ہمنوائی ضروری تھی اس لئے آپ نے اپنے ایک آزمودہ کار اور جلیل القدر شاگرد امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح کو افغانستان اور آزاد قبائل میں کام کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کسی بعض ناگزیر حالات کے تحت ۱۳۳۳ھ میں ہندوستان سے اپنے چند رفقاء سمیت (جن میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رح بھی شامل تھے) ہجرت فرما کر حجاز شریف چلے گئے۔ وہاں غالب پاشا، انور پاشا اور جمال پاشا وغیرہ ترکی رہنماؤں سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن سے بہت ہی مفید نتائج برآمد ہونے کی امیدیں وابستہ تھیں کہ اچانک ملت اسلامیہ کے ایک غدار اور ذلیل ترین انسان شریف مکہ نے (جس کا خمیر جعفر بنگالی اور صادق دکنی جیسے غداران ملت کے خمیر سے اٹھایا گیا تھا) ۱۳۳۵ھ میں مکہ مکرمہ سے آپ رح کو آپ کے رفقا سمیت گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا، اور چار سال تک آپ اپنے رفقا سمیت مالٹا میں قید رہے۔ اور انتہائی ظلم و تشدد کے باوجود بھی ترک کے خلاف فتوٰے نہ دیا۔ آپ کی عدم موجودگی میں آزادی کی تحریک تقریباً سرد پڑ چکی تھی، اور پہلے کی بہ نسبت ہندوستان کے سیاسی حالات بھی کافی حد تک تبدیل ہو چکے تھے۔ اس لئے آپ کے رفقا اور تلامذہ کو دوبارہ تبدیل شدہ سیاسی حالات کے تحت آزادی کے لئے پرامن جدوجہد کے آغاز کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں پھر آپ کے تربیت یافتہ شاگردوں اور مخلص رفقا نے نئے عزائم اور نئے ولولوں کے ساتھ آزادی کے لئے پرامن جدوجہد کا آغاز کرتے ہوئے خلافت کمیٹی قائم کی۔ جس میں آپ کے رفقاء وتلامذہ کے علاوہ امام شاہ ولی اللہ رح کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے تمام علماء ومشائخ اور عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آزادی سے دلچسپی رکھنے والے ہر انسان نے اس کی رکنیت اختیار کی۔ صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جن کا کعبۂ مقصود انگریز سرکار کی رضا تھی۔ اس تحریک آزادی میں دوسرے ضلعوں کی طرح ہزارہ کے علماء کرام نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا عبد الحنان صاحب جہری رح حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی رح اور حضرت مولانا قمر علی خاں صاحب بالاکوٹی گنہولی رح وغیرہ علماء ہزارہ کے زریں کارنامے ہمیشہ آزادیٔ ہند وپاک کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے اور اشک بار آنکھوں سے پڑھے جائیں گے۔ آج ہم صرف ان کے موخر الذکر ساتھی حضرت مولانا قمر علی خاں صاحب گنہولی رح کے مختصر حالاتِ زندگی ہدیۂ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔ جو شمع آزادی کے پروانوں میں سے تھے۔

آپ بالاکوٹ کے قریب گنہول نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سردار مہدی خاں قوم اعوان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک معزز زمیندار ہونے کی حیثیت سے علاقہ بھر میں بارسوخ اور ذی عزت انسان تھے۔ آپ کے علاوہ ان کے دو اور صاحبزادے سردار اکبر علی خاں اور سردار محمد یوسف خاں بھی تھے جو آپ سے چھوٹے تھے۔ سردار اکبر علی خاں کے صاحبزادے سردار محمد ایوب خاں بی۔ اے۔ سی چیئرمین یونین کونسل سنگڑ اب بھی بقیدِ حیات گنہول میں موجود ہیں۔ حضرت مولانا قمر علی خاں ابھی بچے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس لئے بچپنے ہی میں آپ کو دو چھوٹے بھائیوں کی پرورش، جائداد کی دیکھ بھال اور گھر کی دیگر ذمہ داریوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اگرچہ طبیعت ابتداہی سے تعلیم دین کی طرف راغب تھی مگر ویلی کاغان جیسے پہاڑی اور پسماندہ علاقے میں تعلیم دین کا اس وقت کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا اور باہر جا کر تعلیم دین حاصل کرنے کے راستے میں گھریلو ذمہ داریاں حائل تھیں۔ اس لئے آپ نے شدید علمی پیاس کے باوجود پورے بچپن اور جوانی کے سارے ایام گھر پر ہی گذارے اور شادی کرنے کے چند سال بعد جب دیکھا کہ بھائی جوان ہو چکے ہیں اور انہوں نے گھریلو ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں تو اچانک بیوی اور ایک لڑکی چھوڑ کر گھر سے غائب ہو گئے اور پھر پورے تیس سال غائب رہے آپ کے چھوٹے بھائی سردار اکبر علی خاں نے آپ کو کافی تلاش کیا مگر آپ نہ ملے۔ آپ نے ہندوستان (دیوبند) کے مختلف دینی مدارس میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کی۔ اور بقول سردار اورنگ زیب خاں (جو آپ کے چھوٹے بھائی سردار اکبر علی خاں مرحوم کے نواسے ہیں) آپ عربی اور انگلش میں بے تکلف گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اور بقول حاجی محمود خاں صاحب جب تیس سال کے بعد آپ اپنی بستی گنہول میں تشریف لائے تو آپ کو قرآن مجید یاد تھا۔ چنانچہ اسی سال رمضان المبارک کے اندر آپ نے نماز تراویح میں لوگوں کو قرآن مجید سنایا بھی تھا۔

(باقی آئندہ)

اکابر جمعیۃ کے دورہ مشرقی پاکستان کی مزید تفصیلات

امیر مرکزی حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور ناظم مرکزی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی دامت برکاتہم ۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو مشرقی پاکستان کے ۲۰ روزہ دورہ پر تشریف لے گئے۔ مشرقی پاکستان کے قیام کے دوران امیر مرکزی حضرت درخواستی مدظلہ نے نواب باڑی ڈھاکہ میں کچھ روز درس قرآن پاک بھی دیا۔ علاوہ ازیں آپ نے اور ناظم مرکزی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ڈھاکہ، سلہٹ، کملا اور چٹاگانگ کے اضلاع کا دورہ بھی فرمایا۔ ان اضلاع میں پبلک جلسوں کے علاوہ آپ نے متعدد مدارس دینیہ میں بھی علماء اور طلبہ کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ان اضلاع میں جہاں جہاں آپ نے تقریر فرمائی۔ ان کی ایک اجمالی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے۔

ڈھاکہ

(۱) مدرسہ قرآنیہ لال باغ، ڈھاکہ
(۲) مدرسہ امداد العلوم فرید آباد ڈھاکہ
(۳) مدرسہ جمال القرآن ڈھاکہ
(۴) مدرسہ مدینۃ العلوم، تیج گاؤں ڈھاکہ
(۵) جامع مسجد چوک بازار میں امیر مرکزی اور ناظم مرکزی نے ایک عظیم الشان جلسے کو خطاب فرمایا
(۶) جامع مسجد شارلیشری اور جامع مسجد زنجیرہ میں بھی عظیم الشان اجلاسوں کو خطاب فرمایا
(۷) نواب باڑی کی جامع مسجد کے متصل میدان میں جمعیۃ علماء اسلام ڈھاکہ کی طرف سے ایک عظیم الشان پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ صوبائی امیر جمعیۃ حضرت مولانا شیخ عبدالکریم مدظلہ العالی نے تقریر کی۔ اس جلسہ میں پہلے مولانا ہزاروی نے اور بعد میں مولانا درخواستی نے خطاب فرمایا
(۸) نواب باڑی میں حضرت درخواستی نے ہر روز بعد نماز عشاء درس قرآن پاک ارشاد فرمایا۔ جس میں اساتذہ، طلبہ اور عوام کی کافی تعداد موجود ہوتی تھی۔

ڈھاکہ میں آپ کا قیام نواب باڑی میں خواجہ عبدالرحمٰن کے ہاں رہا۔

کملا

کملا میں صرف برورہ مدرسہ میں امیر مرکزی اور ناظم مرکزی نے خطاب فرمایا۔ یہ ایک خصوصی اجلاس تھا جس میں قریباً تمام ضلع کملا کے اساتذہ تشریف لائے ہوئے تھے۔

چٹاگانگ:-

(۱) مدرسہ معین الاسلام ہاٹہزاری چٹاگانگ
(۲) مدرسہ ضمیریہ قاسم العلوم پٹیہ "
(۳) مدرسہ مظاہر العلوم "
(۴) مدرسہ حسینیہ عزیز العلوم راج گھاٹا "
(۵) مدرسہ عزیز العلوم بابونگر "
(۶) مدرسہ نصیر الاسلام ناظرہاٹ "
(۷) چٹاگانگ شہر میں مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں حضرت درخواستی اور ناظم مرکزی حضرت مولانا ہزاروی نے جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ آپ کا قیام حاجی بشیر الدین صاحب مینجنگ ڈائرکٹر عزیز الدین لمیٹڈ کے ہاں رہا۔ لیکن چودھری عدالت خاں صاحب اور شہر کے دوسرے معززین نے بھی آپ کے اعزاز میں پر تکلف دعوتیں کیں

کشور گنج:-

جامعہ امدادیہ کشور گنج کے مہتمم مولانا اطہر علی صاحب نہایت اصرار کے ساتھ حضرت مولانا درخواستی کو اپنے ہاں لے گئے۔ آپ نے وہاں بھی اساتذہ طلبہ اور عوام کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ اور عوام اور علماء کو جمعیۃ کے ساتھ مل کر کام کرنے کی دعوت دی۔

سلہٹ:-

یکم نومبر کی صبح دونوں حضرات سلہٹ پہنچے اسٹیشن پر عوام اور خواص کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ کا استقبال کیا۔ اور قریباً ایک میل لمبے جلوس کی شکل میں آپ کو آپ کی جائے قیام تک لے گئے۔ سلہٹ میں جناب سلیمان خان صاحب کے ہاں آپ کا قیام تھا۔ جو ایک نہایت دیندار، مخلص اور متمول بزرگ ہیں۔ یہاں بھی آپ نے

(۱) مدرسہ عربیہ لاٹافنگ سلہٹ
(۲) مدرسہ عربیہ ڈھاکہ دکھن

اور دوسرے کئی ایک مدارس میں خطاب فرمایا سلہٹ شہر میں جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں امیر مرکزی حضرت درخواستی اور ناظم مرکزی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے خطاب فرمایا۔

سلہٹ سے آپ ۴ نومبر کو ڈھاکہ تشریف لے آئے۔ ۵، اور ۶ نومبر کو آپ نے ڈھاکہ میں پبلک جلسوں سے خطاب کیا اور ۲۳ رجب ۱۳۸۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۶۶ء کو آپ لاہور تشریف لے آئے۔

ان تمام جلسوں اور خطابات میں دونوں حضرات نے موجودہ ماحول میں علماء کے فرائض، فتنۂ الحاد، حکومت کی غیر دینی عناصر کی پشت پناہی وغیرہ موضوعات پر تقریریں فرمائیں اور عوام اور علماء اور طلبہ سے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا وعدہ لیا۔ غرضیکہ یہ دورہ ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔

صحابہ رض کے بارہ مودودیوں کی دشنام طرازی

جس دن سے مودودی صاحب نے تنقید کے پردہ میں توہین صحابہ رض پر مستقل مضامین اور کتب و رسائل کا سلسلہ شروع کیا ہے اسی دن سے ہمارے شہر میں مودودیوں نے طوفان بدتمیزی اٹھا رکھا ہے۔ چنانچہ کل ایک سکول کے ٹیچر نے بایں الفاظ بانداز گستاخی زبان درازی کی کہ "عائشہ رض عائشہ رض کا پتہ ہے کہ وہ دفن کہاں ہے"؟ اور آج ایک دکاندار نے یوں لب کشائی کی کہ ہم یزید اور اس کے تخت امارت پر بٹھلانے والے (معاویہ رض) دونوں پر لعنت کرتے ہیں"۔ ان دونوں موقعوں پر محبانِ صحابہ رض نے جوب دیا حتیٰ کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور لڑائی ہوتے ہوتے ٹل گئی۔ اگر ہمارے احباب میں صبر و تحمل نہ ہوتا تو شدید لڑائی کا خطرہ تھا۔ واضح رہے کہ لعنت بھیجنے والا وہ شخص ہے جس نے حب مودودی میں یوں اپنا عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ میں اپنے محبوب ترین لیڈر ہادی کا پیشاب بھی نوش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اب شہر کے غیور مسلمانوں کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ جس قدر ذہنی بد معاشیوں کو سختی سے کچلا جا رہا ہے اسی طرح ایسے گستاخانِ صحابہ رض کی کتب کو ضبط کر کے پوری پوری سزا دی جائے تاکہ اہل اسلام کے زخمی دلوں کا اندمال ہو سکے۔ اگر اس بارہ میں حکومت نے غفلت برتی تو لڑائی کی صورت میں پہلی ذمہ داری مودودیوں پر اور پھر حکومت پر ہوگی یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے علاقے کے لوگ بلوچ قوم ہیں جو ایسے عناصر کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

آخر میں مودودی صاحب سے سوال ہے کہ آپ نے اپنی تازہ ترین تصنیف کے صفحہ ۱۸۲ پر لکھا ہے کہ یزید اور دیگر لوگوں پر نام لیکر لعنت کرنا جائز نہیں۔ اب حضرت عائشہ رض ام المومنین اور حضرت معاویہ رض کے حق میں ایسی گستاخی کرنے والوں کے متعلق شرعی طور پر کیا سزا اور فتویٰ ہے۔

(محمد عبدالکریم مہتمم دارالعلوم محمدیہ ۔ ملتان)

تجلّی کے ایک مضمون کا محققانہ جواب

(از حضرت مولانا محمد امین صاحب اورکزئی انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ رکن جمعیتہ علماء اسلام)

(قسط نمبر ۲)

کیونکہ اگر ان کے سارے افعال و اقوال حق تسلیم کئے جائیں تو پھر ان کی ذہنی غلامی میں قباحت کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ آپ کے عقیدہ کے مطابق ذریعۂ معرفت حق نہیں بن سکتے اس طرح آپ کے امام واضح الفاظ میں بعض اصحاب رسولؐ پر خودغرضی، اقربا پروری، دغابازی، قومی عصبیت، دنیاطلبی وغیرہ سنگین الزامات عائد کر چکے ہیں اور ببانگ دہل کہہ چکے ہیں کہ خلافت راشدہ کے فیصلے ہمارے لئے حجت اور سند نہیں اور صحابہ کرام کی پوری جماعت کی عدالت صرف ایک دائرہ یعنی روایت حدیث میں منحصر کر چکے ہیں تو اس کے باوجود ایک پاگل اور خود فریب خوردہ شخص کے علاوہ کون ہوگا جو آپ کی مذکورہ بات پر ہی باور کر سکے۔ رہی حضورؐ کی اطاعت علی الاطلاق واجب ہونے کے متعلق بحث تو ہماری مندرجہ بالا معروضات کے بعد اس کا ذکر کرنا بے محل ہوگا۔ البتہ یہ وضاحت ہم ضروری سمجھتے ہیں، کہ حدیث کا درجہ کتاب اللہ کے بعد ہے اور صحابہ کرام کی ہدایات کا رتبہ حدیث نبوی سے نیچے تو جس طرح حدیث کو کتاب اللہ کے ساتھ معارضہ کی صورت میں قبول نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اقوال صحابہ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مقابلہ میں چھوڑا جائے گا تو کتاب اللہ کے ساتھ معارضہ کی صورت میں حدیث کا متروک ہونا اگر اس کی حجیت میں قادح نہیں تو کتاب و سنت کے مقابلہ میں قول صحابی کو چھوڑنے سے اس کی حجیت کس طرح ختم ہو سکتی ہے مراتب کا فرق ضرور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت ہیں صحابہ ثانی فی الشریعۃ حضورؐ مربی ہیں۔ صحابہ ان کے لئے مرأۃ۔ مگر جہاں تک صحابہ کے نفس اقوال و افعال کی حیثیت کا تعلق ہے وہ بلا شبہ ہمارے لئے حجت ذریعۂ ہدایت اور واجب الاتباع ہیں۔ حقیقی اطاعت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ کیونکہ حاکم علی الاطلاق وہی ہیں۔ "ان الحکم الا للّٰہ"۔ اور انبیاء و دیگر پیشوایان دین کی اطاعت بالعرض کی جائے گی۔

مولانا ممدوح نے اپنی تائید کے لئے چند ائمہ کے اقوال نقل کئے ہیں اور سیدنا صدیقؓ اور سیدنا فاروق رضؓ کے واقعات کو تحریر فرمایا ہے۔ اس کا کافی جواب تو بس یہی ہے کہ جب اصحاب رسولؐ کے اقوال اور فیصلے تمہارے نزدیک حجت نہیں۔ تو ان کے اور ان کے مابعد ائمہ کے اقوال کا نقل کرنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ مگر باوجود اس کے ان اقوال کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اقوال صحابہ حجت نہیں۔ بلکہ ان کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صحابہ کے جو اقوال کتاب و سنت سے معارض ہوں گے وہ قابل قبول نہیں۔ اگرچہ فی نفسہٖ وہ حجت ہیں۔ اور بقول حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی یہی عموماً طور پر صحابہ اور اہل مذاہب اربعہ کا مسلک ہے ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۵ نیز جس کے دامن میں ذرہ برابر انصاف باقی ہو اور حقیقت بینی سے بالکلیہ محروم نہ ہو وہ حضرت امام اعظمؒ کے قول وما جاءنا من الصحابۃ اخترنا سے کبھی وہ نتیجہ نہیں نکالے گا جو آپ نے اخذ کیا ہے۔ بلکہ آپ کے عقیدہ کے برعکس حضرت امامؒ نے اپنے اس مختصر سے جملہ میں حضورؐ کے ارشاد گرامی "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم" کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

سیدنا امام ابو حنیفہ کا مقصد یہ ہے کہ ایک مسئلہ کے متعلق صحابہ کرام سے جو کچھ نقل ہوا ہو، ہمیں اس سے باہر جانے کی قطعی اجازت نہیں۔ ہاں اگر ان کے اقوال مختلف ہوں تو ہمیں ان میں سے کسی ایک قول کو منتخب کرنے کا حق حاصل ہے۔

مولانا موصوف نے اپنے جواب کے ضمن میں حضرت شیخ مدنیؒ کی یہ عبارت نقل کی ہے کہ "صحابہ اور ائمہ پر تنقید کی جا سکتی ہے مگر ان پر تنقید ان جیسے حاملین علم و تقویٰ کر سکتے ہیں" حضرتؒ کی عبارت کے پہلے حصہ کو اپنا نظریہ قرار دے کر طنزیہ انداز میں بہت کچھ لے دے کی گئی ہے جو اس قابل نہیں کہ اس کا جواب لکھا جائے اور عبارت کے آخری استثنائیہ جملہ کو یوں کہہ کر نظرانداز کیا گیا ہے کہ "یہ واقعات کی صحیح ترجمانی نہیں کیونکہ باوجود اس کے کہ مولانا مدنیؒ کو اعتراف ہے کہ وہ امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ کے پایہ کے آدمی نہیں مگر پھر بھی درس حدیث کے وقت ان حضرات کے مذاہب پر تنقید کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مولانا نے یہاں بھی دیانت کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر خلط مبحث کر کے حق کو چھپانے کی مذموم کوشش کی ہے کیا اتنی موٹی بات تمہارے ذہن میں نہیں آئی اور یہ واضح اور روشن حقیقت تمہاری نظر سے اوجھل ہو گئی ہے کہ تنقید ایک علیحدہ چیز ہے۔ ترجیح اس سے مختلف علیحدہ چیز۔ تنقید کے ذریعہ حق اور باطل کو متمائز کیا جاتا ہے جبکہ ترجیح راجح و مرجوح کے درمیان کی جاتی ہے۔ یقیناً آپ اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوں گے کہ صحابہ رضؓ و ائمہ کے اختلافات حق اور باطل کے قبیل سے نہیں ہیں بلکہ صواب اور خطا کے قبیل سے ہیں۔ ان کے اختلافی مذاہب تبلیغی نہیں حتیٰ کہ اس کے مقابل کو باطل ٹھہرایا جائے۔ بلکہ ترجیحی ہیں کہ تحقیق اور دلائل کی روشنی میں ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائیگا تو حضرت مدنیؒ یا دیگر محدثین دیگر ائمہ کے مذاہب کا ابطال نہیں کرتے بلکہ اپنے مذہب کو راجح ثابت کرتے رہتے ہیں۔ پس ان کی طرف یہ نسبت کہ وہ ائمہ کے مذاہب پر تنقید کرتے ہیں ایک غلط اور بے بنیاد بہتان ہے جس کا منشا یا تو غلط فہمی ہے یا کج فہمی۔ آگے عصمت انبیاء کے متعلق حضرت مدنیؒ کے اعتراض سے حواس باختہ ہو کر اپنی تحریف فی الاصطلاح کی قدیم عادت کے موافق رقمطراز ہیں کہ "مولانا مودودی نے عصمت عن المعاصی کے متعلق نہیں لکھا کہ وہ انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے وہ دائماً معصوم ہیں بلکہ وہ لغزشوں اور خطا اجتہادی سے عصمت اور حفاظت کو ان کے لوازم ذات میں سے نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ مولانا کا یہ تاویل یا تحریف بھی محض فریب دہی پر مبنی ہے۔ آخر کون نہیں جانتا کہ عصمت ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جس کا اطلاق اہل علم کے نزدیک عصمت عن المعاصی پر ہی کیا جاتا ہے ہم اپنے محدود معلومات کی حد تک کہہ سکتے ہیں کہ عصمت کا اطلاق حفاظت عن الخطا پر کسی صاحب علم نے آج تک نہیں کیا تو عصمت سے حفاظت عن الخطاء کا معنی لینا ہمارے نزدیک تحریف فی الاصطلاح ہے جو بجائے خود قابل گرفت ہے خصوصاً جبکہ بغیر کسی قید کے انبیاء سے نفی کی گئی ہو کہ موہم ہے ایک ملحدانہ عقیدہ کی اور یہ تاویل مندرجہ بالا وجہ کے بغیر بھی کئی وجوہ سے ناقابل قبول ہے۔ اولاً مودودی صاحب نے ابھی تک اپنے کلام کی وضاحت اس طرح نہیں کی اگر ان کی مراد وہی ہوتی جو آپ نے ذکر کی ہے تو ان کا فرض تھا کہ اپنی پہلی فرصت میں یہ وضاحت کرتے۔ ثانیاً مودودی صاحب نے اپنی اس عبارت سے ان علماء کے نظریہ کو رد کر دیا ہے کہ وہ عصمت کو انبیاء کی ذوات کے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی

فتنہ ابن سبا اور اس کے برگ و بار

(قسط نمبر ۷)

اس پر سبائیوں نے آپ کو سب و شتم کیا، لیکن سیدنا علیؓ نے فرمایا۔ "ان کو چھوڑ دو۔ یہ اصحاب رسول میں سے بہت اچھے آدمی ہیں۔ (طبری جلد ۵ ص۱۷۱، البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص۲۳۲، ابن الاثیر جلد ۳ ص)

آپ جب مدینہ طیبہ سے جا رہے تھے تو سیدنا حسن ابن علیؓ نے راستہ میں جا کر آپ سے عرض کی۔ "ابا جان! میں نے پہلے بھی آپ کو کئی مشورے دیئے، لیکن آپ نے اُن کو درخور اعتنا نہیں سمجھا"۔ آپ نے پوچھا کہ "وہ کون کون سے مشورے تھے"؟ سیدنا حسنؓ نے عرض کیا۔ "ابا جان! کیا میں نے آپ سے سیدنا عثمانؓ کے قتل سے پہلے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ وقتی طور پر مدینہ طیبہ کو چھوڑ دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ قتل ہو جائیں اور آپ کے مدینہ میں ہونے کی وجہ سے آپ پر کوئی الزام آئے۔ لیکن آپ نے نہ مانا۔ پھر کیا میں نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ اُس وقت تک لوگوں سے بیعت نہ لیں جب تک کہ کل شہروں کے ارباب حل و عقد آپ سے استدعا نہ کریں لیکن آپ نے اس کو بھی نہ مانا پھر میں نے اس وقت بھی آپ سے عرض کیا جب سیدہ عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ قصاص کے مطالبہ کے لئے نکلے کہ آپ گھر میں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ آپس میں مصالحت ہو جائے، لیکن آپ نے میرا کوئی مشورہ نہیں مانا ہے"۔ (البدایۃ جلد ۷، ص۲۴۳)

غرض کہ دونوں جماعتیں بصرہ میں آمنے سامنے ہوئیں۔ کوفہ کے ایک بزرگ صحابی سیدنا قعقاع ابن عمروؓ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کی کوشش کی اور ان کی کوشش کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکی تھی اور سیدنا علیؓ، سیدنا زبیر، سیدنا طلحہؓ اور سیدہ عائشہؓ سب صلح پر متفق ہو چکے تھے کہ اسی اثناء میں سبائی پارٹی کے سرغنوں اشتر النخعی، خالد ابن ملجم، عبداللہ ابن سباء، شریح ابن ابی ادنیٰ اور علبا بن ہیثم وغیرہم نے مل کر مشورہ کیا اور کہا کہ اگر یہ صلح انجام کو پہنچ گئی تو پھر ہماری خیر نہیں۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ سب مل کر علیؓ کو بھی عثمانؓ کے پاس پہنچا دیں (طبری جلد ۵ ص۱۹۵) لیکن اس تجویز پر اتفاق نہ ہو سکا۔ آخر میں عبداللہ ابن سباء نے کہا کہ قبل اس کے کہ علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ سر جوڑ کر مزید غور و فکر کریں تو جنگ چھیڑ دو اور جنگ کا شعلہ جب بھڑک اٹھے گا تو پھر دونوں پارٹیاں اپنے اپنے دفاع کے لئے جنگ پر مجبور ہو جائیں گی۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا (طبری جلد ۵ ص۱۹۴، ۱۹۶، ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۲۲،۱۲۱ ملاحظہ فرمائیں)

طرفین میں صلح کی گفتگو جاری تھی اور سیدنا قعقاع بن عمروؓ کی وجہ سے دونوں گروہ اس بات پر متفق ہو گئے تھے اور بقول ابن کثیرؒ:

وعوّلوا جمیعًا علی الصلح وباتوا
بخیر لیلۃ لم یبیتوا بمثلھا
للعافیۃ وبات الذین اثاروا
امر عثمان بشر لیلۃ باتوھا
قطّ۔ (البدایۃ جلد ۷، ص۲۳۹،
ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۲۳، طبری جلد ۵
ص۲۰۲، ۲۰۳)

سب صلح پر تیار ہو گئے اور رات کو ایسے چین اور اطمینان کی نیند سوئے کہ اس سے قبل کبھی ایسے اطمینان کی نیند نہیں سوئے تھے، لیکن وہ لوگ جنہوں نے سیدنا عثمانؓ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی تھی (ان کو شہید کیا تھا) انہوں نے اس سے زیادہ بدترین رات کبھی نہیں گذاری تھی۔

(تفصیل کے لئے طبری جلد ۵ ص۲۰۲،۲۰۳، منہاج السنۃ جلد ۲ ص۱۸۵، جلد ۳ ص۲۲۵، ص۲۴۱، المنتقیٰ للذہبیؒ ص۲۲۳، ص۲۴۰، ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۲۳، البدایۃ والنہایۃ جلد ۷، ص۲۳۹)

صبح کو صلح کا اعلان عام ہونا تھا کہ سبائیوں نے صبح ہونے سے قبل اندھیرے منہ ہی دونوں فوجوں پر حملہ کر دیا۔ سیدنا علیؓ کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے قرآن پاک دکھا دکھا کر لوگوں کو جنگ بند کرنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ لوگو! اس قرآن کو ثالث مانو اور بجائے ایک دوسرے کی گردن مارنے کے اس کے مطابق اپنا فیصلہ کرو (طبری جلد ۵ ص۲۰۴) لیکن یہ جنگ کی آگ چونکہ ایک خاص سازش کے تحت لگائی گئی تھی۔ لہٰذا یہ سیدنا علیؓ کے قرآن دکھانے سے نہ بجھی اور اس کا انجام ایک خونریز جنگ کی شکل میں ظاہر ہوا اور ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں۔

علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اختتام جنگ پر سیدنا علیؓ کے بعض ساتھیوں نے سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کے ساتھیوں کے اموال کو اپنے میں تقسیم کرنے کے لئے کہا۔ سیدنا علیؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر سبائیوں نے طعن و تشنیع کی اور کہا کہ جب اُن کے خون ہمارے لئے حلال تھے تو اُن کے اموال ہمارے لئے کیوں حلال نہیں ہیں۔

آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صلوٰۃ اللہ علیہا مال غنیمت میں اس کے حصہ میں آئے یہ سن کر سب نے چپ سادھ لی (البدایۃ جلد ۷ ص۲۴۴)

آپ کو توقع نہیں تھی کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا اور مطالبہ قصاص میں اس قدر جانیں تلف ہوں گی۔ چنانچہ جنگ جمل کے اس قتل عام سے سیدنا علیؓ اس قدر متاثر ہوئے کہ بڑی حسرت سے اپنے صاحبزادے سیدنا حسن ابن علیؓ سے فرمایا:۔

"بیٹا! کاش کہ تمہارا باپ بیس سال قبل اس دنیا سے رحلت کر گیا ہوتا"۔

یہ سن کر سیدنا حسنؓ نے عرض کیا:۔

"ابا جان! کیا میں نے آپ کو اس سے روکا نہیں تھا"۔

آپ نے فرمایا:۔

"بیٹا! مجھے توقع ہی نہیں تھی کہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا"۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص۲۴۰)

معرکۂ صفّین کا پس منظر

سیدنا علیؓ کی بیعت کے بعد اکابر صحابہؓ کی نگاہیں اس بات پر تھیں کہ آپ کب قاتلان عثمانؓ کو کیفر کردار تک پہنچاتے ہیں اور جن لوگوں نے دن دہاڑے مدینہ طیبہ میں امیر المومنینؓ کو انتہائی مظلومانہ حالت میں شہید کیا ہے اُن کو کب اپنے کئے کا بدلہ دیتے ہیں۔ لیکن تمام لوگ متعجب ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ قاتلان عثمان نہ صرف آپ کے حاشیہ نشین ہیں بلکہ اُن کو کاروبار حکومت کی ہر کلیدی آسامی پر متعین فرما رہے ہیں۔ کچھ صحابہ نے ذاتی طور پر سیدنا علیؓ سے اس کے خلاف احتجاج بھی کیا لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی (الخضری جلد ۳ ص۲۰۲، ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۰۰)

اور ایک خونریز جنگ تک نوبت پہنچی۔

جنگ جمل کی خونریز جنگ کے بعد معاملہ نے زیادہ خطرناک صورت اختیار کرلی۔ سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا۔ سیدنا علیؓ اور دیگر صحابہؓ کو اس بات کی ذرہ برابر توقع نہ تھی کہ دشمنانِ اسلام معاملہ کو اس حد تک پہنچا دیں گے۔ عثمان ابن حنیفؓ اور قعقاع ابن عمروؓ کی تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئیں۔ سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، اس جنگ میں شہید ہوگئے۔ کچھ صحابہؓ نے حالات کے اس طرح کروٹ بدلنے سے سیدنا علیؓ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اموی سادات بصرہ اور مدینہ میں اپنا مستقبل اچھا اور خوشگوار نہ سمجھتے ہوئے سیدنا معاویہؓ کے پاس شام بھاگ گئے ادھر سیدنا علیؓ کی انتظامیہ پر سبائیوں کا پورا پورا قبضہ تھا اور اب وہ کسی قیمت پر بھی سیدنا علیؓ کو کسی سے صلح کی کوشش جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ اس میں اُن کے لئے سراسر نقصان تھا۔

اسی اثنا میں سیدنا علیؓ نے اپنی قوت فکر سے اور سبائیوں کے مشورہ سے یہ طے کیا کہ مدینہ طیبہ کے بجائے کوفہ کو اپنا مرکز خلافت بنایا جائے، کیونکہ وہاں اُن کو اپنے لئے فضا سازگار معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ ۱۲ رجب ۳۶ھ کو آپ کوفہ تشریف لائے اور سیدنا عبداللہ ابن سلامؓ کی وہ بات بالکل درست ثابت ہوئی کہ:-

لا تخرج منها فوالله لئن خرجت
منها لا يعود إليها سلطان المسلمين
أبداً (طبری جلد ۵ ص۱۶۷، البدایۃ
جلد ۷ ص ۲۲۳)

(اے علیؓ! تم مدینہ سے باہر مت نکلو۔ بخدا اگر (ایک دفعہ) آپ مدینہ سے نکل گئے تو پھر مسلمانوں کی خلافت مدینہ میں کبھی بھی واپس نہیں لوٹے گی۔

عراق میں آپ کے حامیوں کی تعداد زیادہ تھی، کیونکہ عبداللہ ابن سبا کی تحریک کا مرکز عراق اور مصر دو ہی تو صوبے تھے اور انہی دو صوبوں سے ساری مملکت میں انتشار پھیلا تھا جو کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوا۔ تاریخ کا طالب علم یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ دارالخلافت کی اس تبدیلی سے آپ کو مستقبل میں بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ اس سے ایک تو آپ مدینہ طیبہ کے بابرکت اور مسلمانوں کے حقیقی مرکز سے دور ہو گئے۔ دوسرے آپ بالکل سبائیوں کے نرغے میں پھنس گئے۔ اور آپ کی پوری سیاست اور انتظامیہ مالک الاشتر، کنانہ ابن بشر اور دیگر سبائی سرغنوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ جس نے ساری زندگی آپ کو مشکلات سے دوچار رکھا اور خلافت اسلامیہ کو پانچ چھ سال ایک ابتلائے عظیم میں مبتلا رکھا۔

مُلکی انتظامیہ میں تبدیلی

دوسری بات کہ جس نے اسلامی تاریخ کا دھارا تشتت و افتراق کی طرف موڑ دیا وہ ملکی انتظامیہ میں فی الفور تبدیلی تھی سیدنا عثمانؓ کی طرف سے مختلف صوبوں میں مندرجہ ذیل گورنر تھے۔

کوفہ	نماز کے لئے	ابوموسیٰ الاشعریؓ
	امور جنگ کے لئے	قعقاع بن عمروؓ
	امور مالیات کے لئے	جابر بن فلان المزنیؓ
بصرہ		عبداللہ ابن عامرؓ
مصر		عبداللہ ابن سعد بن ابی سرحؓ
شام		معاویہ ابن ابی سفیانؓ
حمص		عبدالرحمٰن ابن خالدؓ
قنسرین		حبیب بن سلمہؓ
اردن		ابوالاعورؓ
فلسطین		حکیم بن علقمہؓ
آذربائیجان		اشعث بن قیسؓ
قرقیسیا		جریر بن عبداللہ البجلیؓ
حلوان		عقیبہ بن النھاسؓ
قیساریہ		مالک بن حبیبؓ
ھمذان		حبیشؓ

مدینہ کے بیت المال پر عقبہ بن عمروؓ اور قضا پر سیدنا زید ابن ثابتؓ کو مقرر کیا گیا تھا (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص۲۲۷، طبری جلد ۵ ص-)

لیکن سیدنا علیؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی جہاں اپنے دارالخلافت میں تبدیلی کی وہاں گورنروں میں بھی اہم تبدیلیاں کیں اور خلافت عثمانی کے قریباً تمام گورنروں کو معزول کر کے اُن کی جگہ کچھ اپنے خاندان کے اور کچھ سبائیوں میں سے گورنر متعین فرمائے۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل حضرات کو مختلف صوبوں پر گورنر بنایا:-

عبداللہ ابن عباسؓ	یمن
سمرہ بن جنادب	بصرہ
عمارہ بن شہاب	کوفہ
قیس ابن سعد بن عبادہؓ	مصر
سہل ابن حنیفؓ	شام
قثم بن عباسؓ	مکہ اور طائف
عبیداللہ بن عباسؓ (ایک روایت کے مطابق ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۰۳)	یمن
ثمامہ بن عباسؓ	مدینہ طیبہ
زیاد ابن ابی سفیانؓ	فارس
اشعث بن قیسؓ (یہ خلافت عثمانی ہی سے یہاں تھے)	آذربائیجان
یزید بن قیسؓ	مدائن

مالک الاشتر (سبائی سرغنہ) موصل، نصیبین، دارالبجرد، سنجار، آمد، میافارقین اور شام کے بعض مقبوضات پر۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص۲۲۷ - ابن الاثیر جلد ۳ ص۱۰۳، ص۱۷۷ - اخبار الطوال ص۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، منہاج السنۃ جلد ۳ ص۱۷۳، ۱۷۶، المنتقیٰ ص۳۸۲ - ۳۸۳)

ہوسکتا ہے کہ آپ کی قوت فکر نے یہ محسوس کیا ہو کہ حسب دستور آپ اپنی کابینہ کا انتخاب فرما کر جلد حالات پر قابو پالیں کیونکہ جب تک ملک کی انتظامیہ پر آپ کے آدمی نہیں ہونگے اس وقت تک آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ لیکن حالات کے دھارے نے یہ بتادیا کہ جس شے کو آپ اپنی کامیابی کی دلیل سمجھے تھے وہی شے آپ کی ناکامیابی کا سبب بنی۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ خلافت عثمانی کے گورنروں کو آپ معزول فرماتے لیکن کسی وجہ سے، اور اگر بغیر وجہ ہی کے معزول فرمانا تھا تو کم از کم حالات کے نشیب و فراز دیکھ کر معزول فرماتے۔ چند روز قبل تو امیر المومنینؓ کو دن دہاڑے شہید کیا گیا۔ مفسدین میں آپ کا ربیب محمد ابن ابی بکرؓ بھی تھا۔ مالک الاشتر بھی تھا اور دوسرے باغی بھی تھے جو اب آپ کے حاشیہ نشینوں میں سے تھے اور ہر کام میں آپ کے شریک کار اور مشیر تھے۔ جس سے خواہ مخواہ ذہن اس طرف جاتا تھا کہ شاید آپ کا بھی شہادت عثمان میں ہاتھ ہے۔ اس کے ساتھ آپ کا مسند خلافت پر متمکن ہونے کے چند روز بعد خلافت عثمانی کے گورنروں کو یک دم معزول کر دینا اور مالک الاشتر جیسے سبائی سرغنہ کو بھی گورنر مقرر کرنا لوگوں کے لئے زیادہ غلط فہمی کا باعث ہوگیا۔ اور پھر باوجود صحابہؓ کے مطالبہ اور اصرار کے آپ کا قصاص عثمانؓ کی طرف پوری توجہ نہ دینا، ان سب چیزوں نے بہت سے لوگوں کی ہمدردیاں زیادہ پختہ نہ ہوسکیں۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ جمل میں کئی ہزار لوگوں نے سیدہ عائشہؓ کا ساتھ دیا اور بہت سے اکابر صحابہ نے آپ کا ساتھ نہ دیا۔ (باقی آئندہ)

دعائے صحت

جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے سیکرٹری اور جمعیۃ علماء اسلام قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف صاحب قصوری کے والد ماجد اور بھاوج صاحب صاحبِ فراش ہیں۔ بھاوجہ کا اپریشن ہوچکا ہے۔ احباب دونوں کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(بقیہ صفحہ ۷)

ساتھ دائماً لازم مانتے ہیں اور آج تک کسی ایک ایسے عالم کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جو عصمت عن الخطاء والزلتہ کو انبیاء کے ساتھ لازم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو بلکہ جمہور امت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء معاصی سے دائماً معصوم ہیں جس سے مودودی صاحب انکار کرکے شذوذ کی مرغوب راہ کو اپنے لئے منتخب کرتے ہیں۔ ثالثاً مودودی صاحب نے اپنی بعض تصانیف میں بعض اولوالعزم انبیاء عظام علیہم السلام کی جانب صراحت کے ساتھ معاصی کی نسبت کی ہے معاذ اللہ حضرت موسٰے علیہ السلام کو بڑے گناہ کا مرتکب، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابتدائی منزل میں اپنے رب کے متعلق متردد بلکہ مبتلائے شرک۔ حضرت یونس علیہ السلام کو فریضۂ رسالت میں کوتاہی کرنے کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ (ملاحظہ ہو رسائل مسائل حصہ اول ص۳۱۔ تفہیم القرآن جلد ۱ ص۵۵۵۔ تفہیم القرآن جلد ۲ ص۳۱۲، ۳۱۳ ترتیب وار۔ تو ان شواہد کے ہوتے ہوئے آپ نے جو عذر لنگ بیان کیا ہے وہ مدعی سست گواہ چست ہی کا معاملہ نظر آتا ہے۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر جب یقیناً معلوم ہوا کہ مودودی صاحب کی عبارت میں عصمت سے عصمت عن المعاصی ہی مراد ہے تو شیخ العرب والعجم حضرت سید مدنی رحمۃ اللہ کا الزام کہ "اس صورت میں ہر حکم نبوی کے متعلق احتمال موجود ہوگا کہ کہیں وہ عصمت وحفاظت کے اٹھ جانے کے زمانہ کا نہ ہو" بالکل حق اور برمحل ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وحی الٰہی کے وحی الٰہی ہونے میں اشتباہ ہے چہ جائیکہ اس سے حق کا تعین ہو سکے اور اس کے جواب میں جو ہاتھ پاؤں آپ نے مارے ہیں وہ بے نتیجہ اور لاطائل تطویل کے سوا کچھ نہیں۔ احیاناً ارتفاع عصمت کے لئے مودودی صاحب نے جو خانہ زاد حکمت بیان کی ہے۔ حضرت مدنی رح نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "انبیاء کو خدا نہ سمجھنے کے لئے لوازم بشریت کافی ہیں۔ اس مقصد کے لئے ان سے لغزشیں ہونے کی ضرورت نہیں"۔ اس کے جواب میں مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ اعتراض بے محل ہے۔ کیونکہ لوازم بشریت کے باوجود معین الدین صاحب اجمیری اور سلطان باہو صاحب کے مقبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے نہ روک سکے۔ حالانکہ ان میں صرف کمالات ولایت موجود تھے اور حضرات انبیاء میں تو کمالات ولایت کے ساتھ ساتھ کمالات نبوت بھی موجود ہیں لہٰذا ان کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے خطرات لوازم بشریت کے باوجود بطریق اولیٰ موجود ہوتے ہیں۔

مولانا کا یہ جواب بھی اپنی مثال آپ ہے اور ارباب فکر کی استعجاب کے لئے کافی؟ مولانائے محترم! جماعتی تعصب اور اپنے امیر بے تدبیر کی عقیدت کے پردوں کو چشم انصاف سے ہٹا کر اور ہوش سنبھال کر اپنے جواب پر ایک نظر ڈالیے۔ حضرت مدنی رح فرماتے ہیں کہ جس شخص کی چشم بصیرت اندھی نہ ہو۔ نور فطرت بجھا نہ ہو۔ دل و دماغ مفلوج نہ ہوں، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ کھوئی ہو ان کے نزدیک لوازم بشریت کے ہوتے ہوئے انبیاء کے متعلق الوہیت کا تصور ہی محال ہے۔ اس کے لئے انبیاء کے خدا نہ ہونے پر بس یہی دلیل کافی ہے کہ وہ صفات بشریہ کے حامل ہیں۔ رہے وہ لوگ جن کے عقل وفہم سلب ہو چکے ہیں اور دل و دماغ پر مہر شقاوت اور ضلالت ثبت ہو چکی ہے تو ان کے متعلق کلام نہیں۔ وہ تو ہزار دلائل کے باوجود اپنے باطل مزعومات پر اصرار کرتے رہینگے لوازم بشریت سے جب وہ عبرت حاصل نہ کر سکے تو چند لغزشوں کے صدور جیسی دلیل سے اُن کے راہ راست پر آنے کی کیا توقع ہے۔ وہ تو معین الدین اجمیری صاحب رح تو بہت بڑے صاحب کمال ہیں بے جان پتھروں، بے روح درختوں بے عقل گائے بے حس مورتیوں کو معبود و مسجود بنائے رکھتے ہیں اگر چند لغزشوں کے صادر ہونے سے انبیاء کے متعلق عقیدہ الوہیت رکھنے کا خطرہ دور ہو سکتا تھا تو اس حکیم وعلیم ذات نے حضرت اجمیری رح اور سلطان باہو رح سے اسی حکمت کے موافق چند لغزشیں کیوں نہیں کرائیں؟ تاکہ اُن کے مقابر کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جاتا۔ کیا جہال نے ان حضرات کے مقابر اس لئے سجدہ گاہ بنا لئے ہیں کہ ان میں کمالات ولایت موجود تھے اور لوازم بشریت کے باوجود چند لغزشیں اُن سے صادر نہیں ہو چکی ہیں۔ لات و منات، یغوث و یعوق کالی دیوی جگدیش کو کیوں معبود بنایا گیا ہے۔ کیا اسی لئے کہ اُن سے چند لغزشیں صادر نہ ہوئی تھیں

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

آخر میں ہم ایک گذارش پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ امید ہے کہ مودودی صاحب یا اُن کے حواری جواب عنایت فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ مودودی صاحب نے ہر نبی سے چند لغزشیں صادر ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ ہم اُن سے تمام انبیاء سے بقول اُن کے صادر شدہ لغزشوں کا تعین طلب کرکے تکلیف دینا نہیں چاہتے البتہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اُن سے کون سی لغزش صادر ہوئی تھی۔ حالانکہ ان کے متعلق الوہیت کے اعتقاد کے خطرات سب سے زیادہ ہیں۔

حضرو میں سینما تعمیر کرنے کیخلاف قرارداد میں

حضرو۔ ۱۸ نومبر بروز جمعہ کو تقریباً تمام مساجد شہر میں یہ قرارداد منظور کی گئی ہے کہ یہاں پر تعمیر ہونے والے سینما کی اجازت کو حکومت منسوخ کرکے مسلمانان علاقہ چھچھ اور خاص طور پر باشندگان شہر حضرو کے اضطراب دور کرے۔

سینما تعمیر ہونے کی اطلاع سے علاقہ کے تمام طبقوں میں پریشانی و بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے اور وہ کسی صورت بھی یہاں سینما کی تعمیر کو برداشت نہیں کریں گے۔

(محمد عبداللہ آفاقی
حضرو ضلع کیمبل پور)

قاہرہ کانفرنس اور مسئلۂ کشمیر

جناب قاری محمد شریف صاحب قصوری جنرل سیکرٹری جمعیت اتحاد القراء پاکستان۔ لاہور

"نوائے وقت" لاہور کی ۱۵ر نومبر کی اشاعت میں عنوان بالا کے تحت محمود احمد صاحب کا مراسلہ نظر سے گزرا جس میں انہوں نے عنوان بالا پر خیال آرائی کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ قاہرہ میں اسلامی ممالک کے نمایندوں کی حالیہ کانفرنس میں پاکستانی وفد کو مسئلہ کشمیر پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر اپنے اس دعوی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مراسلہ نگار نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر یہ بات غلط ہے تو اس قرارداد کا متن شائع کیا جائے جو کشمیر کے بارہ میں پاکستان کی حمایت میں متفقہ طور پر قاہرہ میں پاس ہوئی ہے۔

مراسلہ نگار کی بوکھلاہٹ کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ دعویٰ تو یہ ہے۔ وہاں کشمیر پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی اور دلیل میں قرارداد کا متن شائع کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کوئی ان بزرجمہر سے پوچھے۔ وہاں کوئی سیاسی کانفرنس تھی کہ قراردادیں پاس ہوتیں۔ یا کیا یہ دعوے کیا گیا تھا کہ وہاں قرارداد پاس ہوئی ہے۔ بات صرف یہ تھی کہ آیا وہاں پاکستانی وفد کو کشمیر پر بولنے سے روکا گیا تھا یا نہیں؟ اس غلط پروپیگنڈے کی حقیقت تو مصری اخبارات اور مصری ریڈیو سے پوری طرح واضح ہو گئی کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے مفصل اور بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس کو نہ صرف موتمر نے سراہا اور اس پر اظہار مسرت کیا۔ بلکہ مصر میں مقیم پاکستانی سفیر نے بھی مفتی صاحب کی اس خدمت کو تسلیم کیا۔ مراسلہ نگار قرارداد کا متن مانگ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تقریر کی اجازت نہ دینے والی بات کو وہ خود غلط سمجھتے ہوئے ایک اور بحث کی آڑ لے رہے ہیں ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ مراسلہ نگار موصوف سچ کہیں یا جھوٹ! لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ انہوں نے موتمر کے رکن حضرت مفتی صاحب کے بیان کو حق نمک ادا کرنے سے تعبیر کر کے جہاں ایک حقیقت کا انکار کیا ہے وہاں نازیبا حملہ بھی کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا نعیم صدیقی صاحب نے جنوبی ویٹ نام کے بارہ میں امریکی پالیسی کی حمایت کر کے حق نمک ادا کیا تھا؟ اور کیا آپ اس قسم کے مراسلوں سے امریکہ کا حق نمک ادا کر رہے ہیں؟ خدا جانے آپ کو یہ سچی بات ماننے سے کیوں چڑ ہے۔ اور اگر آپ کو سچ کسی طرح پسند نہیں تو نہ سہی لیکن آپ کو کسی پر رکیک حملہ کرنے کا حق کس نے دیا ہے۔

خطیب پاکستان کی وفات ملک و ملت کا عظیم سانحہ ہے

از مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھری

بعد الحمد والصلوٰۃ برادر محترم مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرحوم کی وفات ملک و ملت کے لئے سانحہ عظیم ہے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے لئے حضرت قاضی صاحبؒ ایک بہت بڑا سہارا تھے۔ اب یہ سہارا بھی نہ رہا۔ اب میں اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس کرتا ہوں

(۲) یکم شعبان کی میٹنگ میں ناظم اعلیٰ مولانا لال حسین صاحب اختر نے مرزائیوں کی سرگرمیوں کے پیش نظر پانچ جدید مبلغین ختم نبوت کی تقرری کی منظوری دی ہے۔ کام بڑھتا جا رہا ہے۔ ساتھی کم ہوتے جا رہے ہیں

(۳) بزرگان ملت سے خصوصی درخواست کرتا ہوں کہ حضرت قاضی صاحبؒ کی مغفرت کے لئے خصوصی اوقات میں دعا فرماتے رہیں اور سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اہم کام میں مشورہ وغیرہ و دیگر ہر طرح کا تعاون فرما کر مشکور فرماتے رہیں۔

(غمزدہ۔ محمد علی جالندھری عفی عنہ)

ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی میں

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام جامع مسجد بوسد منڈی راولپنڈی میں ۲ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو خطبہ جمعہ دیں گے اور نماز جمعہ پڑھائیں گے۔

پاکستان میں مکمل اسلامی نظام حیات نافذ کیا جائے

صوبائی اسمبلی کے ممبر سردار حبیل محمد خان لغاری خیرپور نے اسمبلی کے حالیہ سیشن میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی ہے۔

"صوبائی اسمبلی مرکزی حکومت کو یہ سفارش کرے کہ پاکستان میں بلا کسی انتظار کے مکمل اسلامی قانون نافذ کر دیا جائے"

جھنگ کے عوام اور علماء حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں

کہ ہمارا ملک بڑی قربانیوں سے معرض وجود میں آیا۔ لیکن اسلامی تقاضوں کو فروغ دینے کی بجائے ملک میں بے حیائی، فحاشی اور رقص و سرود کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ پچھلے ستمبر کی جنگ میں اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔ ہم بجائے اس کا شکریہ ادا کرنے کے رقص و سرود کی محفلیں رچا کر اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم حکومت سے پرزور احتجاج کرتے ہیں کہ ملک میں رقص و سرود کو فوراً بند کیا جائے۔

عالمی خبریں

امریکہ کا دفاعی بجٹ

امریکہ کا دفاعی بجٹ ۶۳ ارب ڈالر ہے اور ویٹ نام کی جنگ کا خرچ تقریباً ۱۶ ارب ڈالر سالانہ ہے (گویا امریکہ کی دولت انسانوں کی تباہی کے لئے وقف ہے)

معاہدہ تاشقند کی برکات

اعلان تاشقند سے لے کر اب تک تقریباً نوے ہزار کشمیریوں کو بھارت کشمیر سے نکال کر پاکستان دھکیل چکا ہے۔

صدر ایوب کی نماز

صدر محمد ایوب خان صاحب نے اپنے دورہ کے درمیان اردن میں مسجد اقصیٰ کے اندر نماز پڑھی (وہاں کی ایک نماز کا ثواب پچیس ہزار نمازوں کے برابر ہے

امریکہ کی پاک دامنی

امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر ڈین رسک نے کہا ہے کہ ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ویٹ نام کی جنگ کو پرامن طور پر ختم کرنے کی کوشش جاری رکھیں (دیکھا آپ نے کس طرح جنگ کو پرامن طریقہ سے ختم کر رہے ہیں۔ شہری آبادیوں پر بمباری۔ زہریلی گیس کا استعمال اور ذہر سے بچوں کو ہلاک کرنے کی کوشش یہ سب پرامن کوششیں ہیں

خبرنامہ جمعیۃ

حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری پر اظہار ناراضگی

امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈھکی مولانا عزیزالرحمن صاحب نے حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان دنیا بھر میں واحد وہ ملک ہے جو کہ محض اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہؤا ہے اور شرعی قانون کے اجراء کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ لیکن حیرت اور حسرت کی حد ہو جاتی ہے جبکہ اس ملک میں ایسے ایسے افکار اور اعمال نشوونما پائے ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف ہوتے ہیں، اور بدقسمتی سے عموماً کسی نہ کسی طرح ان اسلامی اقدار کی تباہ کاریوں میں حکومت ملوث ہوتی ہے

جشن ملتان میں جو فحاشی، رقص و سرود اور بے حیائی کے مظاہرے ہو رہے ہیں کیا کہیں بھی اسلامی تاریخ میں اس کی مثال مل سکتی ہے۔ مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ جب مفتی محمود اور دوسرے سیاسی قومی رہنماؤں نے حکومت کو ان مسلم آزار حرکات کے بند ہونے کا مشورہ دیا تو ان کی گرفتاری کے احکام صادر ہوئے۔ ڈی سی ملتان کی یہ ناعاقبت اندیشانہ حرکت لائق صد مذمت ہے۔ چنانچہ بالاتفاق مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی :-

"ہم باشندگان ڈھکی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان جشنوں کا سلسلہ بند کرے"

(محمد یعقوب قاسمی ناظم جمعیۃ علماء اسلام)

علاقہ بیٹ تھانہ کیچھر میں جمعیۃ کا قیام

عہدیداران کا انتخاب و مختلف تجاویز

مورخہ ۷ر نومبر بعد نماز عشاء مسلمانان حلقہ بیٹ رانگلی کا ایک خصوصی اجلاس ہؤا۔ جس میں تقریباً پچیس ممبران نے جمعیۃ کی رکنیت کے لئے اپنا نام باقاعدہ درج کرایا۔ دیگر حضرات نے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ بعدازاں مختلف اہم امور پر بحث و تمحیص ہوئی اور حسب ذیل تجاویز باتفاق رائے پاس ہوئیں۔

(۱) علاقہ ہذا میں گندم کی بہت گرانی ہے۔ موجودہ بھاؤ ۲۱ روپے من ہے۔ علاقہ کے بڑے بڑے لوگوں نے گندم کے ذخائر کر کے قحط کی صورت پیدا کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں سخت پریشانی ہے۔ یہاں کے لوگوں کی آبادی کاشتکار طبقہ پر مشتمل ہے۔ غریب کاشتکاروں کی تیار شدہ زمین بیج گندم کی عدم دستیابی کی وجہ سے خالی پڑی ہے۔ اس لئے یہ اجلاس جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع مظفرگڑھ کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ براہ مہربانی غریب عوام کے لئے سستی گندم کا انتظام کیا جائے۔ ہر کاشتکار کے لئے بیج گندم کے واسطے تقاوی کا انتظام فرمایا جائے۔

(۲) علاقہ ہذا میں ماہ ستمبر کے آخری عشرہ میں سخت ژالہ باری ہوئی جس سے موضع بیٹ کا جنوبی حصہ اور موضع ماہڑہ مشرقی داخلی سیکشن بھابھہ کی فصل خریف کی کاشتہ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ باوجود مقامی متعلقہ افسران کی اطلاع کے رقبہ متاثرہ کا ملاحظہ نہیں کیا گیا اس لئے حکام متعلقہ سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ فوری طور پر متاثرہ رقبہ ملاحظہ فرما کر مالیہ معاف فرمائیں۔

(۳) علاقہ ہذا میں بدامنی اور چوری عام ہے غریب عوام کا مال و جان و آبرو ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے۔ افسران انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ علاقہ میں گشت لگا کر چوروں اور بدمعاشوں کی سرکوبی کریں۔

(۴) علاقہ کے مسلمانوں کا یہ خصوصی اجلاس بالاتفاق حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک سے خاندانی منصوبہ بندی و عائلی قوانین جیسے دیگر غیر اسلامی امور کو ختم کر کے اسلامی قوانین کا اجراء کر کے وطن عزیز پاکستان کا استحکام کیا جائے۔

انتخاب عہدیداران

امیر	احمد علی خاں ملانوی
ناظم اعلیٰ	جناب دوست محمد صاحب شاکر
سالار	ملک قادر بخش صاحب
خازن	ملک کریم بخش صاحب سگو

حسب ذیل اراکین کو مشاورتی کمیٹی کے لئے نامزد کیا گیا۔

ملک عبدالعزیز صاحب جاوید۔ ملک الٰہی بخش صاحب ارائیں۔ ملک واحد بخش صاحب ارائیں۔ ملک اللہ بچایا صاحب ارائیں۔ جام غلام سرور صاحب ماہڑہ۔

ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ متوجہ ہوں

آپ براہ مہربانی اعلان ہذا پڑھتے ہی اپنے پتہ سے جلد از جلد حسب ذیل پتہ پر مطلع فرما کر بندہ کو ممنون فرمائیں تاکہ آپ سے جماعتی رابطہ قائم کیا جا سکے

(احمد علی خاں ملانوی امیر جمعیۃ بیٹ رانگلی علاقہ کیچھر ضلع مظفرگڑھ)

تشکیل جمعیۃ علماء اسلام بستی دودہ ارائیں

موضع موسے کا بچوں

آج بروز بدھ ۲ شعبان المعظم بمقام موضع موسے کا بچوں بستی دودہ ارائیں میں زیر صدارت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب اجلاس منعقد ہؤا۔ جس میں مولانا عبدالصمد صاحب نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور حسب ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر	جناب حافظ عطا محمد صاحب
نائب امیر	مولوی عبدالصمد صاحب
ناظم	مولانا قاضی عبدالقادر صاحب
نائب ناظم	مولوی عبدالواحد صاحب
خزانچی	منظور احمد صاحب

بعد انتخاب مندرجہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں

(۱) ممبر سازی کو تیز کیا جائے۔

(۲) عائلی قوانین کی منسوخی کے لئے پوری پوری منظم جدوجہد کی جائے۔

(فداء الرحمٰن درخواستی)

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کی قرارداد

جمعیۃ علماء اسلام کی تحریک پر گوجرانوالہ کی تمام مکاتب فکر کی جامع مسجدوں میں یہ قرارداد پاس ہوئی اور گورنر مغربی پاکستان کو بھیجی گئی۔

مسلمانان جامع مساجد کا یہ اجتماع عظیم ملتان میں رقص و سرود کے جشن کو اسلام اور پاکستان کے بنیادی مقاصد کے خلاف ایک خطرناک سازش اور مسلم معاشرہ کے لئے تباہی قرار دیتا ہے اور ارباب حکومت کی رقص و سرود کی ان محفلوں اور جشنوں کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کو نہایت غیر ذمہ دارانہ اور غیر اسلامی اقدام قرار دیتا ہے اور پھر علماء کرام اور معززین ملتان کی گرفتاری پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور مسلمانان ملتان پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ اس قسم کے غیر اسلامی جشنوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

(محمد اکرم ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ)

اہم قرارداد

آج ۱۱ر نومبر کو شاہی جامع سرائے عالمگیر کے جمعہ کے عظیم اجتماع میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی

جمعیۃ علماء اسلام سرائے عالمگیر کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان کے مختلف شہروں میں بے حیائی، عریانی، ناچ گانے اور فحاشی کو منظم طور سے فروغ دیا جا رہا ہے پرزور احتجاج کرتا ہے اور صدر مملکت اور گورنر مغربی پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک میں حیا سوز جشنوں کا سلسلہ بالکل بند کر دیں۔

خطبہ استقبالیہ

امیر مرکزی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور ناظم مرکزی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہما العالی جب پچھلے دنوں مشرقی پاکستان کے ۱۲ روزہ دورہ پر تشریف لے گئے تو یکم نومبر کو جمعیۃ علماء اسلام سلہٹ نے ایک عظیم الشان جلسۂ عام میں یہ خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ جس کو قارئین ترجمان اسلام کے لئے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ (محمود احمد ظفر ایڈیٹر انچارج)

بعونہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ

بر قدوم میمنت لزوم حضرت العلامہ حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان وحضرت العلامہ مجاہد ملت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان دامت برکاتہم

ازمجلس استقبالیہ

ہمارے معزز مہمانان کرام!

محاکم شرعیہ کے نفاذ اور اسلامی اقدار تہذیب وتمدن کی خاطر جمعیۃ علماء اسلام کے موقف کو شاندار اور اس کے دائرہ کو وسیع کرنے کی غرض سے جلال آباد (سلہٹ) تک آپ حضرات کی تکلیف فرمائی واقعی ہمارے حق میں باعث فخر ہے۔ ہم جہاں تک آپ کو مبارکباد دیں تہنیت پڑھیں کم ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ پاکستانی مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے آپ کے آفتاب ذات کو دیر تک درخشندہ رکھے۔

معزز حضرات!

ضلع سلہٹ اگرچہ ہم جیسے بسنے والوں کی غفلت، مداہنت، سستی، بے راہ روی اور بے دینی کی وجہ سے بدنام ہے لیکن حضرت شاہ جلال الدین مجرد یمنی رح کی نسبت سے اس کا پایہ نہایت بلند اور اس کا موقف بہت ہی شاندار ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ حضرات کی رہنمائی میں ہم دوبارہ اپنے اندر حضرت شاہ جلال الدین مجرد یمنی رح کے اسلامی جذبات اور مجاہدانہ کارناموں کے لئے داعیہ پیدا کریں گے اور اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے ملحدوں کے ہر ممکن مقابلہ کے لئے اپنے کو تیار رکھیں گے۔

برادران اسلام!

آج جبکہ مسلمانوں کا قومی مطلع باوجود آزاد ہونے کے سخت غبار آلود ہے۔ اُن کی علمی، عملی اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی الغرض دینی اور دنیوی ہر حیثیت کی اصلی روح تباہ وبرباد ہو چکی ہے، اور وہ ہر حالت میں اپنے اسلاف کے نقیض نظر آتے ہیں۔ اگر ان کے اسلاف تمام اہل عالم کیلئے باعث رشک تھے تو یہ دنیا کے لئے عار ہیں۔ اگر وہ اپنی معاشرت وتمدن اور علم وعمل میں بلاخوف مقتداء مان لئے گئے تھے۔ تو یہ آج اپنی موروثہ پونجی گنوا کر در در کا سۂ گدائی لئے پھرتے ہیں اور جو نیا فیشن یا نیا مذہب اُن کے سامنے آتا ہے سرتسلیم خم کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خوب فرمایا تھا ؎

بت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہے
علم حاضر بھی پڑھا اور زائر لندن بھی ہوئے
مثل انجم افق قوم پہ روشن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے
صفت طائر گم کردہ نشیمن بھی ہوئے
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسلمانوں کے اس انتہائی تنزل کو دیکھ کر عقلاء زمانہ اس کے اسباب اور علاج کی طرف متوجہ ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مسلمانوں میں نئی تعلیم کی کمی اس کا سبب ہے، لہٰذا ان کو سرکاری اسکولوں کی طرف سربکف دوڑنا چاہیئے۔ ان کے نزدیک زراعت کو ترقی دینا اس کا واحد علاج ہے کوئی کہتا ہے کہ ہر قوم کی ترقی سود و سودی معاملات میں منحصر ہے۔ ایک جماعت ہے جو ہر حرکت وسکون میں یورپ کی نقل اتارنے اور ان کی اندھی تقلید کرنے کو ہی ذریعہ نجات سمجھتی ہے اور مسلمانوں کو اس کی طرف دعوت دیتی ہے اور بدقسمتی سے وہ جماعت بھی مسلمانوں کے اندر پیدا ہوگئی ہے جو خود مذہب ہی کو تمام ترقیات کے لئے سنگ راہ سمجھ کر اس کے رہے سہے آثار کو بھی مٹا دینے کی فکر میں ہے۔ شب و روز قرآن وسنۃ کی تحریف وتاویلات میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ ؎

زاہد بخلد مائل و عاشق بکوئے دوست
بلبل بباغ و جغد بہ ویرانہ مے رود

اس نفسیاتی تحقیق وتدقیق کی سرگرمی اور بحث ومباحثہ کا شور سن کر ایک قدامت پسند قدیم الحال داڑھیال ملا بھی حجرہ سے سر نکالتا ہے اور ان عقلاء سے خطاب کر کے کہتا ہے ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

اور بے خوف وخطر کہتا ہے کہ اسلام کی ترقی وتنزلی کے اسباب اور اس کا صحیح علاج ان لوگوں سے پوچھو، جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں بسر ہوئیں اور جنہوں نے اُن کے اصولی اور فروعی مباحث کی تحقیق ہی کو اپنی عمر کا سرمایہ سمجھا ہے ؎

حقیقت پوچھ گُل کی بلبلوں سے
بھلا اس کو صبا کیا جانے کیا ہے

تم ہمیں دقیانوسی کہو یا تنگ نظر اور تنگ خیال مگر گذشتہ دو ڈھائی صدی کے پیہم تجربوں نے اس حقیقت کو بالکل روشن کر دیا ہے کہ تمہاری مصطلحہ روشن خیالی کے ناخن اس گتھی کو نہیں سلجھا سکے۔ کیونکہ جب ہم مسلمانوں کی اس روشن خیالی اور علوم جدیدہ کی ترقیات کے زمانہ کا اب سے سو سال قبل کے زمانہ سے موازنہ کرتے ہیں تو تجربہ اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی، قومی اور اجتماعی زندگی روز بروز خطرہ میں پڑتی جاتی ہے اور انہوں نے اس تمام جد و جہد میں جو ترقی کی ہے وہ محض ترقی معکوس ہے۔ سو برس پہلے تنگ نظری اور دقیانوسی خیالات کے عہد میں مسلمانوں کی قومی اور مذہبی جو ترقی تھی آج روشن خیالی کے دور دورے میں باوجود آزاد ہونے کے بجائے ترقی تنزل و انحطاط کے قابل رحم مناظر موجود ہیں۔

لہٰذا برائے خدا ذرا تنگ نظروں کی بھی سن لیجئے۔ جیسے اکبر مرحوم نے فرمایا تھا ؎

اب جنوں سے کام لوں گا میں رہِ تحقیق میں،
عقل کے پیچھے بہت سا وقت پہلے کھو چکا

سنیئے اور غور سے سنیئے! کہ دنیا میں جس طرح ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی طرح ہر مریض کا علاج بھی ایک ہی نسخہ سے نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ہی بخار کے مبتلاء دو مریض ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس نسخہ نے ایک کو نفع دیا ہے وہی دوسرے کے لئے بھی شفا کا سبب ہو، بلکہ مزاج اور طبائع کے اختلاف سے علاج میں بھی مختلف تدبیریں عمل میں لانی پڑتی ہیں۔

اگر ہندو سود سے بڑھے۔ انگریزوں نے بینکنگ اور تجارت سے ترقی کی، یا کسی قوم نے تعلیم جدید کے ذریعہ ارتقاء حاصل کیا۔ یا کسی پر ترک مذہب، الحاد و دہریت ہی نے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو کیا ضروری ہے

کہ مسلمانوں کے لئے بھی اُن کی تقلید اور نقالی ترقی کا زینہ بن جائے۔ عرب کے مشہور شاعر متنبی کہتا ہے

ویختلف الرزقان والفضل واحد
الیٰ ان یری احسان ھذا لذا دینا

یاد رکھیئے کہ مسلمان آج بھی اگر بام ترقی پر پہنچ سکتے ہیں تو اسی زینہ سے جو ان کے اسلاف کو ایک مرتبہ تمام دنیا سے اونچا کر کے دکھا چکا ہے۔ ان کی ذلت و خلاکت اور ضعف و ناتوانی کا اگر خاتمہ ہو سکتا ہے تو اسی طریق سے جس نے پہلی مرتبہ ان کو ہر ذلت و خواری ضعف و ناتوانائی سے نجات دلائی ہے۔ اُن کے مرض کا اگر دنیا میں کوئی علاج ہے تو صرف وہ ہی جو ایک مرتبہ ان کے تمام امراض کے ازالہ میں اکسیر ثابت ہو چکا ہے اور ان کی اصلاح کی اگر کوئی صورت ہے تو فقط وہ ہی جس سے ان کے اسلاف کرام کی اصلاح ہوئی تھی۔

چنانچہ امام دارالہجرت حضرت مالک بن انس رض فرماتے ہیں:۔

لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا
بما صلح بہ اولھا۔

یعنی اس امت کے آخری طبقہ کی اصلاح بھی اگر ہو سکتی ہے تو صرف اسی طریق سے جس سے اس کے طبقہ اولیٰ کی اصلاح ہوئی تھی۔ اور جب یہ بات یہاں تک پہنچ گئی تو غالباً اب کسی فہیم انسان کو اس میں شک نہ رہے گا کہ مسلمانوں کی ترقی کا معیار صرف سنت رسول اور سیرت نبوی کا اتباع ہے۔ کیونکہ جب ہم اسلام کے قرن اول کے حالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور زمانہ جاہلیت اور اسلامی کا موازنہ کرتے ہیں تو بلا تامل یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ وہ حیرت انگیز قوت جس نے عرب کے اونٹ چرانے والے بدویوں کو قعر مذلت سے نکال کر بام ترقی پر پہنچایا اور علم و عمل، معاشرت و تمدن اور اخلاق و اعمال میں دنیا کا استاد تسلیم کرا دیا، صرف یہی سیرت نبویہ کا اتباع ہے اور بس۔

یہ ایک مشاہدہ ہے جس کو کوئی چیز نہیں جھٹلا سکتی۔ کوئی شخص اس کے مقابلہ پر سو دلیل قائم کرے اور اس طرز عمل کو غلط بتلائے تو وہ فوراً طشت از بام کر دینے کے لائق ہے۔

اگر آپ غور فرمائیں گے تو ہر مادی اور روحانی ترقی کے پردہ میں اسی سنت و سیرت نبوی کی بعض کرشمہ کاریاں نظر آئیں گی۔

اس ساری گذارش کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت سے مسلمان دنیا میں آئے ہیں۔ ان کے ہر مرض کی دوا اور ہر درد کا علاج صرف سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور احکام قرآنی کی پابندی رہی ہے۔ آج بھی اگر ان کی قسمت میں ترقی کی صورت دیکھنی ہے تو خداوند عالم ان کے قلوب میں پھر وہی داعیہ پیدا کر دینگے جو ان کے صدر اول کے قلوب میں پیدا فرمایا تھا۔ یعنی اپنے قول و فعل اور حرکت و سکون کو سیرت نبویہ کے مطابق کرنے کی کوشش کرینگے یہی ان کے تمام امراض کی دوا، ہر دکھ کا علاج اور درد کا درمان ہے۔

برادران اسلام!

آیئے! ہم آپ کو اُن آلات و اوزار کی نشاندہی کرتے ہیں جن کے بل بوتے پر مسلمانوں کو سنت و سیرت رسول کی طرف سے بے خیال بلکہ متنفر کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ کہ جب عیسائی اقوام مذہبی عصبیت اور ہوس ملک گیری کی بنا پر ممالک اسلامیہ خصوصاً شام اور اس علاقے کے مقامات متبرکہ پر حملہ آور ہوئے اور مسلسل دو صدی کی خونریز جنگ کے بعد مال و زر کے دلدادہ مسیحی حملہ آور خائب و خاسر اور ہزیمت خوردہ بے نیل مرام اپنے گھروں کو واپس ہو گئے اور مقبوضہ ریاستیں ان کے قبضہ سے نکل گئیں تو ان کے مدبرین اس فیصلہ پر پہنچے کہ عسکری نخوت اور فوجی طاقت سے ممالک اسلامیہ کے ساتھ نبرد آزمائی کے بجائے اُن کے عقائد و تعلیمات، تاریخ و تمدن کا گہرا مطالعہ کر کے ان پر علمی، تمدنی اور ثقافتی حملے زیادہ موثر اور کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ فیصلہ ممالک اسلامیہ پر یورپین اقوام کی ثقافتی اور ذہنی یورش اور سرد جنگ شروع کرنے کی تمہید ہے۔ اور یہیں سے مستشرقین یورپ کا اسلامی اور مشرقی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن پر ریسرچ کرنے والے انگریزوں کی مختلف جماعتوں کی داغ بیل پڑتی ہے جو آجتک مصروف کار ہیں اور جن کی تشکیل آجتک مسیحی پادریوں اور یہودی عالموں کے ذریعہ ہو رہی ہے اور بدقسمتی سے پاکستان میں ان کا چہل پہل اور طمطراق قابل استعجاب ضرور ہے۔ ان کا فریضہ ہے تعلیمات اسلامیہ میں تحریف و قطع و برید اور اسلام کی حسین و جمیل صورت کو مسخ کرنا، اور اسلامی تہذیب و تمدن کو مسلمانوں کے ذہنوں میں انتہائی مسخ شدہ اور مکروہ شکل میں اتارنا۔ نیز اسلامی روایات کی جانب سے مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب، شکوک اور ہیجان پیدا کرنا تاکہ وہ بآسانی یورپین تہذیب و تمدن کو اختیار کر کے پوری فکری و ذہنی غلامی میں گرفتار ہو جائیں۔

چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ گروہ کے لئے اُن مستشرقین کی کتابیں اور تحقیقات ہی مرجع بنی ہوئی ہیں۔ یہ جدید تعلیم و تربیت یافتہ گروہ سرتاپا مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور ان کی تحقیقات کے دام فریب میں پھنس کر ان کی علمی فوقیت کے معتقد ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر انہیں کے افکار و نظریات کی رہنمائی میں چلتے ہیں۔ بعض نے بعینہ ان کے افکار و آراء کو نقل کرنا شروع کر دیا۔ بعض ایسے اشخاص ہیں جو ان سے اخذ و استفادہ پر فخر بھی کرتے ہیں اور بعض تو ایسے زیرک ہیں کہ اُن کے افکار و خیالات کو اسلامی لباس پہنانا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے زیرک و طرّار لوگوں میں سر فہرست ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب ڈائرکٹر مرکزی ادارۂ تحقیقات اسلامی کا نام نامی ہے۔ پھر کوتاہی ہو جائے گی اگر موصوف کے ساتھ ساتھ فہرست میں طلوع اسلام کے ایڈیٹر مسٹر پرویز کا نام نہ لیں۔

چشم بد دور! موصوف حضرات کے حسن نیابت سے اسلام کی کھال سے بال اتر رہے ہیں۔ اسلام کے جنازہ نکالنے کی تیاری میں آنحضرات بڑی مستعدی سے کام لے رہے ہیں۔ کل تک اسلام کے دست و پا توڑ رہے تھے اور سینہ کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور غضب تو یہ ہے کہ ہماری حکومت اس شیطانی جتھے پر پابندیاں عائد کرنے کے بجائے ہمیشہ ان کے بیڑے کو کمک پہنچا رہی ہے۔

افسوس ہماری شومئ قسمت اور آہ اے ہماری حرمان نصیبی! ہم آج پھر اسی راستہ پر چلنا چاہتے ہیں جس سے چھٹکارے کے لئے آزادی حاصل کی گئی تھی، اور یہ پاک سرزمین جس مقصد کے لئے حاصل کی گئی تھی اس کے برخلاف وہی قدیم ناپاکی زیادہ تیزی کے ساتھ اس میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جھوٹ، نفاق دغابازی، دھوکہ، شراب، زناء، جوا، سود بے حیائی، فحاشی، عریاں شعاری، رشوت ستانی غرض الحاد، دہریت اور جہالت کی گرم بازاری ہے۔ مسلم فیملی لاز آرڈیننس کے منحوس، نامعقول اور ناپاک قوانین ایک مسلم معاشرہ میں نافذ کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کے بنیادی فرض حج کی ادائیگی سے پچانوے فیصد مسلمانوں کو روکا جا رہا ہے۔ غیر ملکی سنیما، شراب وغیرہ حرام کاریوں کی آمدنی میں بے دریغ زر مبادلہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ ضبط تولید کی گرم بازاری ہے۔ عیسائی مشنریاں اس اسلامی ملک میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان و اسلام پر ڈاکہ ڈال رہی ہیں اور ہم ہیں کہ خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہے ہیں

(باقی آئندہ)

جمعیۃ علماء اسلام نواب شاہ کی سرگرمیاں

مفسر قرآن مقرر خوش بیان حضرت مولانا دوست محمد صاحب نے ماہ ہذا میں سکھر نیو سیدآباد شہدادپور۔ ٹنڈو آدم۔ بھریا روڈ کے مقامات پر عظیم الشان اجتماعات کو خطاب فرمایا۔ آپ نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے علماء دیوبند کی تحریک آزادی کی ماضی و حال کی مخلصانہ سرگرمیاں ایک معرکۃ الآراء تقریر کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کیں اور جناب صدر محمد ایوب خاں کے اس بیان کی کہ ہم جب موت روکنے کے لئے علاج کراتے ہیں تو پیدائش روکنا کیسے گناہ ہو سکتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں تردید کی اور فرمایا کہ موت و حیات کے مسائل جن کا تعلق قرآن و حدیث سے ہے علماء کرام ہی جانتے ہیں۔ جن لوگوں نے فرنگی ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہو وہ ان مسائل کو کیسے حل کر سکتے ہیں۔

مولانا موصوف کی تقریر بے حد موثر ثابت ہوئی عوام نے فلک شگاف نعروں سے آپ کی تقریر کی پذیرائی کا اظہار کیا۔ مولانا نے عوام سے ہاتھ بلند کرائے کہ جو لوگ اسلامی قوانین کے نفاذ کے حامی ہیں اور غیر اسلامی قوانین جن میں عائلی قوانین خاندانی منصوبہ بندی شامل ہیں کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں وہ ہاتھ اونچے کریں۔ چنانچہ ہر مقام پر عوام نے ہاتھ اونچے کر کے مکمل طور پر تعاون کا یقین دلایا۔ مولانا جب سے نواب شاہ تشریف لائے ہیں۔ جہاں شہر میں دینی بصیرت کی ضو فشانیاں پھیل رہی ہیں وہاں آپ ضلع سانگھڑ اور ضلع حیدرآباد کے مختلف شہروں میں بھی اپنی ایمان افروز تقاریر سے عوام کو مستفیض فرما رہے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس جہاں آپ کی صحت و عمر کو برقرار رکھے وہاں آپ میں جذبۂ خدمت اسلام میں روز افزوں ترقی فرمائے۔ آمین!

(حکیم عمرانی ناظم جمعیۃ علماء اسلام نواب شاہ)

قرارداد

جمعیۃ علماء اسلام شہر جہلم کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان کے مختلف شہروں میں بے حیائی، عریانی اور ناچ گانے کو منظم طور سے فروغ دیا جا رہا ہے پرزور احتجاج کرتا ہے۔ ارباب حکومت کے ان اعلانات کی کوئی وقعت نہیں رہی جس میں آئے دن معاشرہ کی اصلاح اور برائیوں کو ختم کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔

یہ اجتماع صدر صاحب پاکستان اور گورنر صاحب مغربی پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس قسم کے جشنوں کا سلسلہ جن میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ ہوتا ہے اور مسلمانوں کے خون پسینہ کی کمائی ایسی حیا سوز حرکات پر صرف کرنے کے مقصد پاکستان اور مذہب اسلام کی توہین کے مترادف ہے فوراً بند کیا جائے۔

(نوٹ) یہ قرارداد جمعیۃ علماء اسلام شہر جہلم، کالا گوجراں، ٹاہلیانوالہ، سرائے عالمگیر کی طرف سے متفقہ طور پر پاس کی گئی۔

(۲) اس کی ایک کاپی جناب صدر پاکستان گورنر صاحب مغربی پاکستان اور اخبارات کو ارسال کی گئی۔

(محمد اسحاق قریشی ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم)

جمعیۃ علماء اسلام نورپور نورنگہ ضلع بہاولپور کا جلسۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیر صدارت حضرت مولانا اللہ بخش صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام نورپور نورنگہ بتاریخ یکم۔ ۲۔ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۶۶ء بروز اتوار، سوموار بمقام جامع مسجد نورپور نورنگہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم اور حضرت مولانا محمد عبداللطیف صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم۔ حضرت مولانا نیاز احمد شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان۔ حضرت مولانا بشیر احمد شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام لودھراں۔ حضرت مولانا حافظ اللہ دین صاحب ڈیرہ غازیخان۔ حضرت مولانا غلام احمد صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت احمدپور شرقیہ تشریف لاکر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمایا اور آخری اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کے تمام قوانین کتاب و سنت کے مطابق بنائے جائیں اور ان قوانین کو فوراً منسوخ کیا جائے۔ جو کہ کتاب و سنت کے مخالف ہیں

(۲) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کے اندر مرزائیت اور عیسائیت کی تبلیغ کو فوراً بند کیا جائے اور پاکستان کے اندر مسلمانوں کو مرتد ہونے سے پناہ دی جائے۔

(۳) خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ قوم کو بدکاری نہ سکھائی جائے اور ملکی دفاع کو کمزور نہ کیا جائے۔ بلکہ اس منصوبہ کو فوراً بند کیا جائے۔

(۴) مودودی صاحب کی ان تصانیف کو فوراً ضبط کیا جائے جن کے اندر انبیاء علیہ السلام اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کی توہین کی گئی ہے

(۵) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پر جو پابندی عاید کی گئی ہے۔ اس کو فوراً منسوخ کیا جائے۔

دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عبدالعزیز صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند ایک ماہ سے سخت بیمار ہیں۔ تمام احباب سے پرزور اپیل ہے کہ ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائیں

(عبیداللہ نیازی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام نورپور نورنگہ ضلع بہاولپور)

جمعیۃ علماء اسلام مردان

ملتان میں جشن ملتان کے موقع پر محفل رقص و سرود کے خلاف احتجاج کرنے پر حکومت نے مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ علماء اسلام و سابق ایم۔ این۔ اے سمیت گیارہ سیاسی و مذہبی رہنمایان قوم کو گرفتار کر کے حکومت کے اس اقدام کے خلاف ضلع بھر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ تمام بڑی بڑی مسجدوں میں لاکھوں مسلمانوں نے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ صدر پاکستان اور گورنر مغربی پاکستان سے پرزور اپیل کی گئی کہ ملک میں فحاشی، عریانی رقص و سرود اور راگ و رنگ کے فروغ کو بند کیا جائے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف قوم کا اخلاق و کردار تباہ ہو رہا ہے بلکہ مملکت اسلامیہ پاکستان کے وقار کو بھی ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ نیز حکومت سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ وہ مفتی محمود صاحب اور دوسرے رہنمایان قوم کو فی الفور رہا کر کے عوام کے جذبات کا احترام کرے۔

(میر مبارک شاہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان)

امیر جمعیۃ علماء اسلام کوٹ سنجر کا بیان

سردار احمد علی خان صاحب چیئرمین و امیر جمعیۃ نے ایک بیان میں علماء کرام کی ماضی میں شاندار روایات کو سراہا ہے اور فرمایا کہ ماضی میں اسلام، ملک اور قوم کے لئے علماء دیوبند نے بے شمار قربانیاں دی ہیں اور جنگ آزادی کے اوّلین ہیرو علماء کرام ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہوس زر نے پاکستانیوں پر ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ علماء کو فراموش کیا جا رہا ہے مسلمانوں کی بقاء اسلام سے ہے اور اسلام کی بقا علماء سے ہے۔ اس لئے علماء کی توقیر ہر پاکستانی کا جزو ایمان ہونا چاہیئے۔ امیر موصوف نے حکومت کو مشورہ دیا کہ علماء دیوبند کے مشوروں پر کان دھرے اور عمل کرے اور ملک سے بے حیائی، فحاشی اور بے دینی کے جرائم کو مٹانے کی کوشش کرے۔

PHONE No. 67719 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 713

তরজুমানে ইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE price paisa

جلد ۹ | جمعہ ۲ دسمبر ۱۹۶۶ء مطابق ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ قیمت ۲۵ پیسے | شمارہ ۴۶

بدل اشتراک

سالانہ	۱۱ روپے
ششماہی	۶ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

… ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے … پریس میں چھپوا کر دفتر ترجمان … سے شائع کیا۔